نام کتاب	العمل المغفور فی زیارۃ القبور
تالیف	امام المتاخرین بحرالعلوم حضرت مولانا قیام الدین محمد عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ
تقدیم وتعارف	مفتی محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری
پروف ریڈنگ	مولانا وسیم اختر اشرفی مصباحی وحافظ وقاری انتخاب عالم صابری استاذ جامعہ چشتیہ
سنہ اشاعت	۲۰۱۳ء
کمپوزنگ	پرنٹ ایکسیز، لکھنؤ موبائل: 08090033444
طباعت	نور پرنٹرس، لکھنؤ موبائل: 9336628735
تعداد اشاعت	500
ناشر	شعبہ نشرواشاعت جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف، ضلع فیض آباد۔
قیمت	

برائے ایصال ثواب : فیروز محمد خان مرحوم

منجانب: محمد نواب خاں، کیمور، مدھیہ پردیش

: ملنے کا پتہ :

جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف، ضلع فیض آباد۔

موبائل :9026742301

حق حق حق

شرف انتساب

۱- شیخ العرب والعجم حاجی الحرمین حضرت شاہ حاجی امداداللہ فاروقی چشتی صابری مہاجر مکی۔

۲- ممدوح المشائخ، مخدوم العلماء سراج الاولیاء حضرت شاہ التفات احمد احمدی فاروقی چشتی صابری ردولوی۔

۳- قطب ربانی ہم شبیہ غوث جیلانی شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی معروف بہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کے نام جن کے علمی، روحانی اور عملی فیضان سے صرف سلاسل روحانیہ ہی نہیں بلکہ انسانی دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ صدرشک لالہ زار ہے۔

فقط

یکے از گدائے اولیا

محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری

خادم جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم، ردولی شریف

حق حق حق

عرض ناشر

علم دین جیسا نایاب گوہر اور بیش بہا خزانہ جو آج ہم تک منتقل ہو کر آیا ہے وہ ہمارے اسلاف اور بزرگوں کی جدوجہد و عرق ریزی کا نتیجہ ہے اس کے باوجود ہم ان کی شخصیات اور علمی خدمات کو فراموش کر چکے ہیں۔

حضور شاہ عمار احمد احمدی نیّر میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم نے اکابرین کی تصنیفات اور ان کے قیمتی سرمایہ کو عام کرنے کیلئے جامعہ چشتیہ خانقاہ ردولی شریف میں ایک مستقل شعبہ، نشرواشاعت کا قائم کیا ہے تا کہ ان کی غیر مطبوعہ اور نادر و نایاب کتابیں منظر عام پر لائی جائیں۔

یہ 'رسالہ **العمل المغفور فی زیارة القبور**' اسی شعبہ کا بڑھتا ہوا قدم ہے جو امام اہلسنّت حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے جس میں مدلل و مفصّل انداز میں قبر کی زیارت کا ثبوت ہے اور حضرت مفتی احمد رضا اشرفی شیخ الحدیث جامعہ چشتیہ کا مقدمہ اور ترتیب جدید نے اس کی معنویت و اہمیت میں مزید اضافہ کر ڈالا ہے جو قارئین کیلئے نفع بخش ثابت ہوگا۔

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا کرے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین متین کی توفیق سے نوازے۔ آمین!

فقط والسلام

محمد نیاز احمد اشرفی بھاگلپوری

حق حق حق

کلمات مبارکہ

از: نیر ملت حضور الشاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں صاحب قبلہ
سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف
فیض آباد

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم.

عصر حاضر میں خانقاہوں کے سامنے کئی طرح کے چیلنجز کھڑے ہوگئے ہیں۔ غیروں کی ریشہ دوانی اپنوں کی بے اعتنائی اسباب وسائل کی ناکافیت تو ایک بڑا مسئلہ ہے ہی خود ہم اہل خانقاہ نے بھی زمانہ کے لحاظ سے اپنے بزرگوں کی حیات وخدمات سے لوگوں کو متعارف کرانا چھوڑ دیا ہے اور سالانہ اعراس وفاتحہ کے انعقاد پر اپنے جملہ حقوق کو محفوظ کرلیا ہے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ ہم خیال لوگوں کا ایک طبقہ خانقاہوں میں رہنے والوں کو جاہل، ان پڑھ نہ جانے کیا کیا تصور کرتا ہے اور دوسرا طبقہ جو ہمارا شروع ہی سے مخالف رہا ہے اس کے الزامات تو جگ ظاہر ہیں۔

خیر ایں چیزے دیگر است۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ارباب خانقاہ ہوش کے ناخن لیں، اپنے بزرگوں کا مسلک، مشرب اور اتباع کو لازم کرلیں اور اسلام وسنیت کی بقا وتحفظ کیلئے اپنے ممکنہ وسائل کو بروئے کار لائیں کیونکہ منزل منتظر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر واحسان ہے کہ اس نے میرے روئے فکر وفراست کو اس مثبت عمل کی طرف موڑ دیا اور یہ توفیق عطا کی کہ خانقاہی تنظیم وتحریک میں عملی جدوجہد کروں چنانچہ آج سے چند سال پیشتر خانقاہ حضرت شیخ العالم کا ترجمان ادارہ جامعہ چشتیہ سے متعلق ایک اشاعتی ادارہ

قائم کیا جس کے توسط سے قدیم علماء اہل سنت کی تصنیف کردہ درجن بھر کتابیں اب تک اہل علم کے مطالعہ کی میز تک پہنچ چکی ہیں اور زیر نظر رسالہ اس پیش رفت میں ایک اہم اضافہ ہے۔

یہ رسالہ ''العمل المغفور فی زیارۃ القبور'' امام اہل سنت حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کا تصنیف کردہ ہے جو زیارت قبور کے اثبات میں ایک جامع دستاویز کے طور سامنے آرہا ہے اور اپنے عنوان کے اعتبار سے کافی باوزن اور جامع ہے انشاء اللہ خوش عقیدہ مسلمانوں کیلئے یہ ایک نایاب تحفہ ثابت ہوگا۔

رسالہ کی ترتیب جدید اور تقدیم وتعارف میں تمام عرق ریزیاں عزیز القدر مفتی محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری سلمہ اللہ تعالیٰ کی رہین منت ہیں اللہ ان کی تمام کاوشوں کو قبول فرما کر انہیں صحت وتندرستی وعلم اقبال کی دولت سے نوازے اور رسالہ ہٰذا کو انتفاع عوام کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین و صلّی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد و الہٖ و اصحابہٖ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین.

فقط
دعا گو

فقیر شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں
سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف، فیض آباد
۴؍جمادی الاول ۱۴۳۴ھ
۱۷؍مارچ ۲۰۱۳ء

حق حق حق

پیش لفظ

حامداً ومصلّیاً!

اسلام کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تعلیمات واحکامات میں کسی فرد وبشر کی ذاتی رائے یا خواہش کو کوئی دخل نہیں اور نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ذاتی خیالات کو شریعت اسلامیہ کا حصہ قرار دے بلکہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والسلام والثناء نے جو معیار دین متعین فرمادیا اس سے سر مو تجاوز کرنے کی بھی گنجائش باقی نہیں رب لم یزل کا ارشاد پاک ہے۔ **ما اتاکم الرسول فخذوہ و مانھٰکم عنه فانتھوا۔** یعنی رسول اعظم ﷺ جو تمہیں عطا فرمائیں اسے اچھی طرح سے لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے بالکلیہ طور پر رک جاؤ۔

اور پھر آقائے دوجہاں ﷺ نے حیات ظاہری سے پردہ نہیں فرمایا مگر اس وقت جب کہ خداوند قدوس نے یہ مژدہ جانفزا سنایا **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**۔ یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اس ارشاد عالیہ کے بموجب اب قیامت تک کے لئے یہ امکان قطعاً باطل ہو چکا کہ دین میں کوئی دوسرا کسی طرح کی کوئی ترمیم یا اضافہ کر سکے کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ دین کی اتمامیت واکمالیت میں رخنہ پڑے گا بلکہ خاتمی مرتبت ﷺ کی خاتمیت پر بھی ضرب پڑے گی اور یہ دونوں باتیں اسلام کے منافی ہیں۔

ہاں رسول اکرم ﷺ نے جن کے سروں پر تاج نیابت رکھا اور **ورثۃ الانبیاء** کا منصب عطا

کیا ان افراد امت کو ہمیشہ کے لئے یہ حق حاصل ہو گیا کہ وہ دین کے اصول وضوابط کی تدوین کرے اور مسائل شرعیہ فرعیہ کا استخراج واستنباط کر کے دین وملت کی حقیقی تعبیرات وتشریحات کو عام کرے۔

بلاشبہ نائبین مصطفیٰ ارواحنا فداہ ﷺ نے ان فرائض منصبی کو ادا کرنے میں ہر دور میں اپنی دیانت داری کا ثبوت دیا اور بلا خوف لومۃ لائم حق کو واضح کردیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور جب تک اللہ چاہے گا جاری رہے گا۔

یہ بھی واضح رہے کہ دین کے فروعات میں علماء حق کے مابین اختلافات بھی ہیں اور ان حضرات کی نیک نیتی پر شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مخبر صادق ﷺ نے اپنی زبان منبع فیضان سے **اختلاف امتی رحمۃ** فرما کر انہیں اس بارے میں جواز فراہم فرمادیا لہٰذا کسی فرعی مسئلہ میں اگر کوئی ذی علم مرد مومن اختلاف کرے تو اسے طعن وتنقید کا نشانہ نہ بنانا چاہئے بلکہ ایسے موقع پر اکثریت اور شروع سے آخر تک جمہور اسلام کا تعامل دیکھ کر اس پر عمل کر کے دامن عافیت میں پناہ لے لینا چاہئے۔ حضور اقدس ﷺ کا یہی حکم ہے اور اہل سنت وجماعت کی یہی پہچان ہے۔

مگر سخت تعجب ہے دعویٰ اسلام کرنے والی ان جماعتوں پر جن کو اپنی سنّیت کا پرزور دعویٰ بھی ہے اور اکابر واسلاف کے افعال وذاتیات پر تنقید تشنیع کا جنون بھی بلکہ انہوں نے دین ومذہب کی مطلق پروانہ کی اور جس کو جو سمجھ میں آیا کہہ دیا اور یہ سلسلہ اگرچہ نیا نہیں ہے تاہم ان کے طریقہ مخالفت میں دن بہ دن جدت اور شدت پیدا ہوتی جارہی ہے یہاں تک کہ اب میلاد، قیام، فاتحہ، چہلم، مزارات اولیا کی گل پوشی و چادر پوشی، زیارت مزارات صالحین، گیارہویں، بارہویں، جلوس، لنگر، اعراس، تیجہ، دسواں بیسواں وغیرہ جن رسومات کو اہل سنت جائز سمجھتے ہیں انہیں ناجائز وحرام بلکہ کفر وشرک تک کہا جارہا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور جب مخالفین اہل سنت کی جانب سے الزام تراشی کی یہ مذموم حرکت جاری ہے تو ایسے میں خادمان قوم وملت کی یہ ذمہ داری مزید گراں ہو جاتی ہے کہ جس طرح سے بھی ہو سکے مخالفین کی ہرزہ سرائیوں سے اہل سنت کو محفوظ کیا جائے اور ہر مخالفت کا دنداں شکن جواب دیکر اس کا سدباب کیا جائے۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارے اکابر علماء نے اس کام کو آسان کر دیا اور مخالفین سے نمٹنے کے

لئے ہر ہتھیار ہم کو مہیا کر دیا اب فقط استعمال کی ضرورت ہے۔

زیر نظر کتاب "**العمل المغفور فی زیارۃ القبور**" انہیں ہتھیاروں میں سے ایک اہم ہتھیار ہے جسے امام اہل سنت حضرت علامہ عبدالباری قادری فرنگی محلی قدس سرہٗ نے قوم وملت کو فراہم فرما کر اپنی امامت و قیادت کا حق ادا کر دیا اور اہل سنت پر قبر پجوا ہونے کا الزام لگانے والوں کا ناطقہ یکلخت بند کر دیا۔

حضرت علامہ نے یہ رسالہ میں اپنے ایک خاص دوست مولانا عظیم الدین اشرف صاحب جو اس وقت ضلع بارہ بنکی کے انریری مجسٹریٹ تھے ان کی فرمائش پر لکھا تھا اور غالباً پہلی بار ۱۳۴۵ھ میں حضرت مصنف کے وصال کے ایک سال بعد مطبع اشاعت العلوم فرنگی محل لکھنؤ سے مہتمم مطبع جناب سعید الرحمٰن قدوائی صاحب نے چھپوا کر شائع کیا تھا اور اب تقریباً ۸۹؍سال بعد شعبہ نشر و اشاعت جامعہ چشتیہ متعلقہ خانقاہ حضرت شیخ العالم اس رسالہ کو جدید طرز طباعت سے آراستہ کر کے پہلی بار شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔**فالحمد للہ علی ذالک.**

یہ رسالہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے انفرادی شان کا حامل ہے اور حضرت علامہ نے اپنی خداداد علمی قوت کی روشنی میں جامع استدلال اور واضح تحقیق کے ذریعہ مضمون کے جملہ گوشوں کا اس انداز سے احاطہ کیا ہے کہ تشنگی مطلق باقی نہیں رہتی چنانچہ رسالہ مختصر ہونے کے باوجود بھی مفصل ہے جیسا کہ مطالعہ سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

اصل کتاب سے قبل ہم نے حضرت علامہ کا تعارف اور مضمون کی مناسبت سے ایک چھوٹی سی تحریر کو بطور تقدیم پیش کیا ہے البتہ حوالہ جات کی تخریج قلت فرصت اور اصل ماخذ کی عدم فراہمی کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکی۔ گرچہ حضرت علامہ کی ذات ہی کتاب کو مستند بنانے کے لئے کافی ہے تاہم یہ کام مجھ پر بطور قرض باقی رہا گر اللہ نے چاہا تو آئندہ یہ قرض بھی ادا ہو جائے گا۔

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ چشتیہ نے اس سے قبل حضرت علامہ کی دو تصانیف، تنویر الصحیفہ فی تابعیۃ ابی حنیفہ اور رسالہ اثبات علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم شائع کر چکا ہے اور یہ کتاب العمل المغفور فی زیارۃ القبور تیسری کتاب ہے جو منزل اشاعت سے گذر رہی ہے۔ مذکورہ تینوں کتابوں پر تقدیم و

تعارف سپرد قلم کرنے کا اعجاز اس سیہ کار بے مایہ کو حاصل ہے میں اگرچہ اس قابل ہرگز نہیں تھا مگر یہ فیضان ہے دستگیر بیکساں حضرت مخدوم شیخ العالم قدس اللہ سرہٗ کا اور رہنمائی و حوصلہ بخشی ہے نیر ملت حضور شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم کی کہ اول الذکر کا آستانہ میری عقیدت کا قبلہ اور ثانی الذکر کا وجود مسعود میرے لئے عظیم ترین نعمت ہے۔ اللہ ان کی لمبی زندگی سے مجھے اور تمام لوگوں کو فیضیاب فرمائے۔

کتاب ہٰذا کی تقدیم، ترتیب جدید اور تعارف میں راقم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اغلاط و خامیاں راہ نہ پائیں مگر جس کے دامن میں خامیوں اور غلطیوں کے سوا کچھ نہ ہو اس کے لئے جائے فرار کہاں اس لئے قارئین سے دست بستہ گذارش کروں گا کہ جہاں میں اس قابل ہوں کہ بغیر اطلاع کے معاف کیا جا سکوں وہاں بغیر اطلاع معاف کر دیں اور جہاں اطلاع ضروری ہو تو اس کی زحمت ضرور اٹھائیں تا کہ آئندہ اس کی تلافی ہو سکے۔**رحم اللہ امرأ اھدیٰ الیّ عیوبی فانی کثیر العیوب وغزیر الذنوب، اللّٰھم اغفرلی ولوالدی و للمؤمنین یوم یقوم الحساب.**

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و الہٖ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

والسلام

خاک آستانہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ

حقیر پر تقصیر **محمد احمد رضا** اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری

خادم التدریس والافتاء جامعہ چشتیہ

خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف

ضلع فیض آباد، یوپی۔

۴؍جمادی الاول ۱۴۳۴ھ

۱۷؍مارچ ۲۰۱۳ء

۷۸۶

حق حق حق

تعارف و تقدیم

از

مفتی محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری
استاذ جامعہ چشتیہ

حق حق حق

امام المتأخرین-ایک اجمالی تعارف

از: محمد احمد رضا اشرفی مصباحی

نحمدهٗ و نصلی و نسلم علی رسولهٖ الکریم.

نام: محمد قیام الدین عبدالباری، لقب امام المتأخرین، امام اہل سنت بحر العلوم، قیام الملت والدین۔ عمر ۴۸؍سال۔ وطن: فرنگی محل لکھنؤ۔

امام المتأخرین حضرت علامہ عبدالباری قادری رزاقی فرنگی محلی علیہ الرحمہ کا نام اہلِ علم و دانش حضرات کیلئے غیر معروف ہرگز نہیں ہے۔ دینی وملی خدمات کے حوالے سے علماء ہند کی تاریخ میں حضرت علامہ موصوف کا اسم گرامی سرفہرست قرار دیا جاتا ہے اور ان کی شخصیت کا ادنیٰ واقف کار بھی ان کا قصیدہ پڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔

آپ ۱۰؍ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۴؍اپریل ۱۸۷۸ء بروز یکشنبہ کو امام الطریقت حضرت مولانا عبدالوہاب فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے کاشانہ علم وعرفان میں اساطین فرنگی محلی کی علمی وراثت کے امین ومحافظ بن کر اس عالم رنگ وبو میں قدم رنجہ ہوئے۔

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ مولانا قیام الدین عبدالباری ابن مولانا عبدالوہاب ابن مولانا عبدالرزاق ابن مولانا جمال الدین ابن مولانا علاء الدین ابن ملا احمد انوار الحق ابن ملا عبد الحق ابن ملا سعید ابن ملا قطب الدین شہید سہالوی قدس سرہٗ جو صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ (مولانا عبدالباری فرنگی محلی حیات وخدمات)

خانوادہ فرنگی محل کے جد اعلیٰ حضرت ملا قطب الدین انصاری شہید سہالوی سلسلہ چشتیہ صابریہ کے زبردست شیخ طریقت اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے بحر بیکراں تھے۔ گیارہویں صدی ہجری

کے نصف آخر میں آپ کے علم وفضل کا ڈنکا بجتا تھا اور سرزمین ہند کے چوٹی کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ کی علمی شہرت سے متاثر ہوکر دور دراز مقامات سے طلبہ آکر اکتساب فیض کرتے۔

صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں:

ملا قطب الدین شہید سہالوی نقلیات وعقلیات میں مقدام تھے آپ کے زمانہ میں ملک پورب میں ریاست علم وتدریس کی آپ پر منتہی ہوتی ہے۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۴۸)

حضرت شہید سہالوی کے بعد ان کی اولاد میں ملا نظام الدین، ملا کمال الدین، ملا عبدالحق ملا عبدالعلی المعروف بہ بحرالعلوم، ملا عبدالحلیم، ملا عبدالرزاق، ملا عبدالحئی، ملا عبدالوہاب سمیت بے شمار علما فرنگی محل نے **العلماء ورثۃ الانبیاء** کا فریضہ انتہائی شان وشوکت کے ساتھ انجام دیا اور کاروان علم وعرفان کو آگے بڑھایا۔ بلاشبہ ان اکابر کو یاد کرکے زمانے کا سر ہمیشہ فخر سے اونچا ہوتا رہے گا۔ حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی اسی علمی خانوادے کے دور انحطاط کی آخری یادگار تھے اور آپ کے بعد گویا اکابر فرنگی محل کی فیض رسانی کا یہ ظاہری وروایتی سلسلہ منقطع ہوگیا۔

تعلیم وتربیت اور اساتذہ

آپ نے جب تحصیل علم کا آغاز کیا تو خود فرنگی محل مرکز علم وفن بنا ہوا تھا خاندانی علماء کے پاس تعلیم تعلم کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ نہ تھا اور دور دراز مقامات سے تشنگان علوم دینیہ آکر ان سے علمی فیضان کشید کرتے اس لئے حضرت علامہ کو بچپن ہی سے ایک ایسی فضا میسر آئی کہ ذہن وفکر اس کے سانچے میں ڈھلتے چلے گئے۔ اور جوں جوں عمر بڑھتی گئی علم وتدبر وشعور وآگہی میں نکھار آتا گیا حتیٰ کہ وقت کا امام بن گئے۔

جب آپ کی عمر مبارک تقریباً پانچ سال ہوئی تو جد کریم امام العارفین حضرت ملا عبد الرزاق قدس سرہٗ نے رسم تسمیہ خوانی ادا کی۔ قرآن مجید حافظ حاتم علی وحافظ عبدالوہاب صاحبان کی زیر نگرانی حفظ کیا پھر کتب درسیہ کی تحصیل شروع کی اور اکثر کتابیں علامہ عبدالباقی فرنگی محلی مولانا غلام احمد پنجابی اور مولانا عین القضاۃ لکھنوی سے پڑھ کر جملہ علوم وفنون سے فراغت

حاصل کی بعدہٗ ابوالحسنات حضرت علامہ عبدالحئی فرنگی محلی سے ہدایہ سے لیکر بخاری شریف تک کا پھر سے دورہ کیا اور آگے کی اکثر کتابیں بھی ان ہی سے پڑھیں۔

سند احادیث وتفسیر مندرجہ ذیل علماء سے حاصل کیا۔ علامہ عبدالباقی فرنگی محلی، علامہ عین القضاۃ لکھنوی، محدث حضرت سید علی بن ظاہر وتری مدنی، فرزند غوث جیلانی حضرت سید عبدالرحمٰن گیلانی بغدادی سجادہ نشین سرکار غوث الاعظم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بیعت وخلافت

فرنگی محل کا علمی خانوادہ سلسلہ چشتیہ وقادریہ کا روحانی سنگم شروع ہی سے رہا۔ حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی، ان کے بعض فرزند اور ان کے بعد خاندان کے بہت سے افراد سلسلہ صابریہ چشتیہ میں داخل ہوئے اور شیخ طریقت قرار پائے۔ لیکن حضرت ملا نظام الدین فرنگی محلی وملا کمال الدین فرنگی محلی سرکار غریب نواز کے روحانی حکم پر سلسلہ قادریہ میں حضرت سرکار بانسہ سید عبدالرزاق بانسوی قدس سرہٗ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور اس طرح سے اس خاندان میں دونوں سلسلوں کا فیضان عام ہوا۔ بعد میں کچھ حضرات سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بھی بیعت ہوئے۔

حضرت علامہ کے والد ماجد حضرت ملا عبدالوہاب قادری رزاقی کا شمار وقت کے اکابر صوفیاء میں ہوتا تھا ان کے مریدین ومتوسلین کا ایک وسیع دائرہ تھا اور لوگ ان کی روحانی تعلیم سے بیحد متاثر تھے اور خود خاندان کے بہت سے افراد انہیں مرشد طریقت کے طور پر اپنا آقا تسلیم کر چکے تھے چنانچہ حضرت علامہ موصوف بھی اپنے والد گرامی کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں بیعت ہوئے اور جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت کے مجاز قرار پائے۔

والد گرامی کے علاوہ آپ کو درج ذیل مشائخ کبار سے جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ حضرت مولانا عبدالباقی فرنگی محلی، حضرت محدث سید علی وتری مدنی، حضرت سید عبد الرحمٰن گیلانی بغدادی سجادہ نشین غوث الاعظم قدس سرہ، حضرت شاہ التفات احمد احمدی سجادہ نشین

حضرت شیخ العالم ردولوی علیہم الرحمہ وغیرہ۔

حج وزیارت

حضرت علامہ کے دوحج کا قدر تفصیلی ذکر ملتا ہے پہلا حج والدین کریمین اور بڑے بھائی کے ہمراہ ۱۳۰۹ھ میں چودہ برس کی عمر میں ادا کیا اس موقع پر مدینہ منورہ میں حاضری کے دوران وہاں کے مشہور محدث وفقیہ سید علی بن ظاہر وتری نے آپ کو سند حدیث واجازت سلاسل عطا کی۔ والدگرامی نے اعتراض کیا کہ یہ ابھی بچہ ہے اس پر محدث موصوف نے جواب دیا کہ میں نے ان کو اس طرح سند دی جس طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے حافظ سیوطی کو تفاولاً سند دی تھی۔

دوسرا حج ۱۳۲۱ھ میں ادا کیا اس بار کا سفر ایک طویل عرصہ پر محیط تھا اور اس درمیان آپ نے حرین طیبین سمیت بغداد، کربلا، نجف اشرف اور عراق وایران ترکی وغیرہ کے مقامات مقدسہ کی زیارت کی پھر حج بیت اللہ سے مشرف ہوکر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور سرکار رسالت پناہ میں لمبے وقت تک قیام فرما کر یکم رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ میں وطن لوٹ آئے اس سفر میں آپ نے دیار عرب کے مقتدر علماء ومشائخ کی صحبت کا فیض اٹھایا۔ بغداد میں سرکار غوث پاک کے حضور میں بھی کثیر ایام گزارے اور حضرت شیخ سید عبدالرحمٰن گیلانی قدس سرہٗ سے سند حدیث واجازت سلاسل حاصل فرمائی۔ اور مدینہ طیبہ کے قیام کے درمیان حضرت سید علی بن سید ظاہر وتری سے گنبد خضرا کے ملکوتی سائے میں درس حدیث رسول ﷺ لیا اور حضرت محدث موصوف نے دوبارہ سند حدیث مرحمت فرمائی۔

تدریسی خدمات وتلامذہ

ابوالحسنات حضرت علامہ عبدالحئی فرنگی محلی کے بعد فرنگی محل کی مسند علمی کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں آئی آپ نے اپنے بزرگوں کے لگائے ہوئے علمی چمن کی اس طرح آبیاری کی کہ اس کی خوشبو سرحدی اور علاقائی حدود وقیود سے آزاد ہوکر عالم در عالم تک پھیلتی چلی گئی۔ اور آپ کے

حلقۂ درس وسیع تر ہوگیا جس کے لئے آپ نے ایک درسگاہ بنام ''مدرسہ نظامیہ فرنگی محل'' کی بنیاد رکھی اس مدرسہ کی تعمیر وترقی اور جملہ امور کے انتظام وانصرام کا ذمہ آپ ہی کے کاندھے پر تھا۔

مدرسہ نظامیہ میں آپ خود ہی درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے اور رات ودن طلبہ کو ساغر علم سے سیراب کرتے رہے۔ آپ کی درسگاہ میں کتب فنون کے ساتھ حدیث وفقہ، تفسیر وافتا کے علاوہ کتب تصوف کا بھی باقاعدہ درس ہوتا تھا اور اس طرح آپ کے تربیت یافتگان ماہر عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی باصفا اور امام طریقت ہوا کرتے تھے۔

آپ کے تبحر علمی کا اثر جن تلامذہ پر بدرجہ اتم پڑا ہے ان میں سے چند اسماء یہ ہیں:

مولانا عبدالقادر فرنگی محلی، مولانا قطب میاں فرنگی محلی، محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی، مولانا سید محی الدین اشرف کچھوچھوی، مولانا عبدالحمید صاحب بنگلہ دیشی، مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی، مولانا سید نورالحسن صاحب اجمیری، مولانا سید محمد احمد اجمیری، مولانا محمد میاں الٰہ آبادی، مولانا شاہ حیات احمد صاحب ردولوی علیہم الرحمہ۔

تصنیفی خدمات

حضرت علامہ موصوف جیسی ہمہ جہت اوصاف وخصائل کی حامل شخصیتیں خال خال دیکھنے کو ملتی ہیں۔ انصاف کی نظر سے اگر دیکھا جائے تو آپ کی حیات مستعار کا واحد نصب العین خدمت اسلام اور احیاء سنت نبوی ﷺ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا اور اس مقصد کی خاطر آپ نے دینی، علمی اور سیاسی وسماجی ہر میدان میں اپنی اعلیٰ قیادت کا قابل تقلید نمونہ چھوڑا اور دینی وعلمی میدان میں آپ نے اپنے تلامذہ ومریدین کے علاوہ جو قلمی ذخیرہ پیش کیا ہے اسے دیکھ کر اغیار کے سامنے فخر سے ہمارا سر اونچا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، فرائض منطق، فلسفہ، صرف، نحو، سیر، ادب اور سلوک وتصوف وغیرہ میں آپ کی علمی یادگاروں کی ایک فہرست یوں ہے۔

تفسیر: (۱) فیض القادر فی تفسیر آیۃ الفاخر (۲) بیان القرآن (۳) تفسیر الطاف الرحمٰن۔

حدیث: (۴) الآثار المحمدیہ (۵) الآثار المتصلہ (۶) الدررالباہرہ فی الاحادیث المتواترہ

(۷) صفاء الصدور (۸) راحۃ الفواد (۹) الارشاد فی الاسناد (۱۰) الباقیات الصالحات (۱۱) الہیاکل المعنویۃ فی شمائل النبویۃ (۱۲) اربعین حدیث (۳ عدد) (۱۳) آثار الامۃ (۱۴) الاربعین الزاجرہ فی الحوادث الحاضرہ (۱۵) المذہب المؤید بما ذہب الیہ احمد (۱۶) ہدیۃ الطیبہ لصلۃ ابن ابی شیبہ (۱۷) الذہب عن ابی حنیفہ بما طعن بہ ابن قتیبہ۔

فقہ: (۱۸) الانصاف فی الاوقاف (۱۹) الدرر الفاخرہ للذریۃ الطاہرہ (۲۰) العمل المغفور فی زیارۃ القبور (۲۱) رحمت الغفور (۲۲) خیر الزاد (۲۳) الفیض الرحمانی (۲۴) قرۃ العین (۲۵) حیات اولی الالباب (۲۶) الخطر (۲۷) رسالۃ فی تحقیق الجزیۃ (۲۸) احقاق سماع (۲۹) احسن القربات (۳۰) رجم الشیطان (۳۱) غایۃ المامول (۳۲) القول المؤید (۳۳) کشف الحال (۳۴) طعن الانسان (۳۵) التعلیق المختار (۳۶) رسالۃ فی مسائل الطہارۃ (۳۷) ذب الطاعنین (۳۸) خیر الدعا (۳۹) الحرز المصنون (۴۰) رحمت الامۃ (۴۱) صرع الجان (۴۲) فتاویٰ قیام الملت والدین (۴۳) تعلیق الازہار (۴۴) البیان المسلم فی ترجمۃ الکلام المبرم فی نقض القول المحکم (۴۵) العمل الماجور بترجمۃ المبرور فی رد القول المنصور (۴۶) الحج المغفور بترجمۃ السعی المشکور فی رد المذہب الماثور (۴۷) محاسن جمیلہ (۴۸) صوت الایمان (۴۹) رسائل متعلق ذبیحۃ البقرۃ (۵۰) الاصلاح۔

اصول فقہ: (۵۱) ملہم الملکوت شرح مسلم الثبوت (۵۲) نہایت الانکشاف فی درایۃ الاختلاف (۵۳) اعجاز الابصار شرح المنار۔

فرائض: (۵۴) کتاب الفرائض (۵۵) حاشیہ سراجیہ (۵۶) الاظہار فی توریث الاماء والاصہار۔

سیر: (۵۷) تنویر الصحیفہ فی تابعیۃ ابی حنیفہ (۵۸) شہادت امام حسین (۵۹) تنشیط المحبین (۶۰) رسالہ فی الوفات (۶۱) رسالہ فی المعراج (۶۲) مختصر التاریخ (۶۳) اصول التاریخ (۶۴) الآثار الاول (۶۵) تحفۃ الاخلاء (۶۶) جلاء الابصار (۶۷) الہدایۃ المنیفہ (۶۸) الرحلۃ الوافیۃ (۶۹) الرحلۃ المجازیۃ (۷۰) حسرت المستر شد لوصال المرشد (۷۱) عرس

حضرت بانسہ (۷۲) ملفوظ حضرت سید السادات (۷۳) مقدمۃ التعلیق المختار علی کتاب الآثار (۷۴) تسہیل المنہج فی اسماء رجال کتاب الحج (۷۵) مقدمہ حاشیہ سیر کبیر و سیر صغیر۔

تصوف و سلوک: (۷۶) افضل الشمائل (۷۷) سبیل الرشاد (۷۸) رسالۃ النصیحہ (۷۹) نظم الفوائد (۸۰) محاسن یوسفی (۸۱) حاشیہ فصوص الحکم (۸۲) رسالہ اذکار و اشغال۔

ادب: (۸۳) حاشیہ دیوان حماسہ (۸۴) شرح قصیدہ بردہ۔

منطق: (۸۵) تحفۃ الاذہان (۸۶) شرح الایساغوجی (۸۷) تقریب الاذہان۔

فلسفہ: (۸۸) تحفۃ الاصحاب (۸۹) عین الصواب (۹۰) حاشیۃ النافعہ علی ظفرۃ الزاویہ (۹۱) رسالہ فی الہیئۃ القدیمہ والجدیدہ۔

کلام: (۹۲) غایۃ الکلام (۹۳) زبدۃ الفرائد (۹۴) کتاب العقائد (۹۵) سائنس و کلام۔

نحو: (۹۶) نور الصباح شرح المصباح (۹۷) ہدیۃ الطلاب (۹۸) شرح ہدایۃ النحو (۹۹) حاشیہ الفیہ۔

صرف: (۱۰۰) تحفۃ الاخوان (۱۰۱) ہدیۃ الاخلاف (۱۰۲) المنتخب (۱۰۳) سلسلۃ الذہب (۱۰۴) تسہیل الصرف (۱۰۵) جامع الفوائد (۱۰۶) ارتقاء الشرف (۱۰۷) مقدمۃ الصرف (۰۸) شرح ہدایۃ الصرف (۱۰۹) شرح فصول اکبری۔

مذکورہ تصنیفات کے علاوہ مختلف کتب درسیہ پر حاشیہ بھی تحریر فرمایا مثلاً حاشیہ شرح مسلم قاضی، حاشیہ میر زاہد، رسالۃ الحاشیہ علی حاشیہ غلام یحییٰ، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ، حاشیہ شمس بازغہ، حاشیہ نور الانوار، حاشیہ اصول بزدوی، حاشیہ شرح مشکوٰۃ اور رسالہ سائنس و کلام کی چونتیس جلدیں تصنیف فرمائی جن میں صرف ایک جلد شائع ہوئی تھی۔

اخلاق واوصاف

حسین و وجیہ چہرہ، میانہ قد و قامت کے مالک باوقار بارعب بیحد خلیق و ملنسار اور علمی جلالت و صوفیانہ طرز و طریقہ میں اکابر کا مظہر اتم تھے۔ غرباء پروری، فقرا نوازی اور نادار طلبہ کی

کفالت میں بڑے فراخدل واقع ہوئے تھے۔

عبادات ومعمولات اہل سنت کے سخت پابند سنت نبوی کی حد درجہ پاسداری اور نظام مصطفوی ﷺ کے عملی داعی تھے۔ سفر وحضر میں ہمیشہ دو آدمی صرف اس لئے ساتھ رکھتے تا کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا ہو سکے۔

بارگاہ مخدوم ردولوی رحمۃ اللہ علیہ سے جذباتی تعلق

علماء فرنگی محل کا خانوادہ مخدوم ردولوی سے ایک خصوصی تعلق شروع ہی سے رہا ہے حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی اولاد میں سے بہت سے افراد فرنگی محل کے خرمن علم سے خوشہ چینی کی تو علماء فرنگی محل کے تمام علماء حضرت شیخ العالم وان کی اولاد سے فیوض باطنہ کا اکتساب کیا اور پھر آگے چل کر دونوں خانوادوں کے مابین رشتہ داریاں بھی ہوئیں جو ہنوز قائم ہیں۔

حضرت علامہ صاحب کو تو حضور شیخ العالم اور ان کی اولاد سے ایک قابل دید جذباتی لگاؤ تھا چنانچہ عرس شیخ العالم کے علاوہ بھی ردولی شریف کثرت سے حاضر ہوا کرتے اور حضرت مولانا شاہ التفات احمد احمدی سجادہ نشین حضور شیخ العالم قدس سرہٗ کا مہمان خاص بن کر ان کی شفقتوں ومحبتوں سے شادکام ہوتے۔

حضرت علامہ موصوف مخدوم صاحب کی اولاد کا خاص طور سے صاحب سجادہ کا اس قدر احترام فرماتے کہ نظیر ملنی مشکل ہے اس سلسلہ میں یہ واقعہ بطور سند پیش ہے۔

مولانا محمد الفاروقی الٰہ آبادی جو حضرت علامہ کے شاگرد رشید تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ اپنے سجادے پر بیٹھے ہوئے طلبہ کو درس دے رہے تھے۔ چند دیوبندی علماء حاضر ہوئے مگر آپ نے کوئی توجہ نہیں کی۔ دریں اثنا حضرت شاہ حیات احمد احمدی صاحب سجادہ نشین حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ ملنے کیلئے آگئے۔ حضرت صاحب سجادہ کا یہ دور عنفوان شباب تھا اور ابھی بالکل بے ریش تھے۔ ان کو دیکھ کر حضرت علامہ صاحب نے سجادہ سے اٹھ کر نہایت احترام کے ساتھ ان کی دست بوسی کی اور گلے لگایا پھر تھوڑی دیر باتیں

کرنے کے بعد جب شاہ حیات میاں چلے آئے تو علماء دیوبند بڑے معترض ہوئے کہ ایک غیر شرعی وضع قطع کے حامل شخص کا آپ نے اس قدر احترام کیا؟ اس پر حضرت علامہ نے یہ جواب دیا کہ آپ لوگ جانتے ہیں یہ لڑکا کون تھا؟ یہ حضرت مخدوم ردولوی قدس سرہٗ کا نسبی فرزند اور ان کی مسند سجادگی کا ولی عہد تھا۔ آپ لوگ سن لیجئے! اگر اللہ تعالیٰ شاہ حیات میاں کو نعوذ باللہ کسی عمل سو کے پاداش میں دوزخ میں جانے کا حکم فرمائے تو یہ گنہگار عبد الباری دامن رحمت تھام کر گڑگڑائے گا اور عرض کرے گا کہ بار الٰہ میرے وہ تمام اعمال جو تجھے پسند ہوں ان کا صلہ حیات میاں کو عطا کر کے ان کو جنت میں داخل فرما اور ان کا گناہ میرے کاندھوں پر رکھ کر مجھ کو دوزخ کے حوالے کردے۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر علماء دیوبند مبہوت رہ گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ حیات میاں رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک بار عرس شیخ العالم کے موقع پر محفل سماع میں آپ پر کیفیت طاری ہوئی اور عالم بیخودی میں دیوار سے پیٹھ رگڑنے لگے یہاں تک کہ شیروانی پھٹ گئی اور بدن لہولہان ہو گیا مگر اس حال میں بھی حضرت صاحب سجادہ کے احترام میں کوئی کمی نہ آنے دی باوجودیکہ حضرت شاہ حیات احمد صاحب آپ کے شاگرد تھے۔

حضرت علامہ کے اس جذبات لگاؤ کا حضور شیخ العالم قدس سرہٗ نے خوب لاج رکھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس خصوصی تعلق کا ہی یہ ثمرہ ہے کہ آج حضرت مخدوم پاک کا اٹھارہواں سجادہ نشین نیر ملت حضور شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں صاحب قبلہ نے آپ کی تصنیفات کو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور تنویر الصحیفہ، رسالہ اثبات علم غیب کے بعد یہ کتاب انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے کی تیسری کڑی ثابت ہوگی۔

حضرت علامہ کا مسلک

حضرت علامہ موصوف اہل سنت کے ایک عام پیروکار نہیں بلکہ ایک زبردست مقتدا اور رہبر کامل تھے۔ تقریری وتحریری میدان سے لیکر ادبی وسیاسی میدان تک آپ کی جملہ کدوکاوش کا مرکزی نقطہ مسلمانان ہند کی سربلندی اور تحفظ دین وسنیت تھا لہٰذا یہ صفائی پیش کرنے کی قطعاً کوئی

حاجت نہیں کہ آپ کے عقائد ونظریات کیا تھے مگر کچھ اسلاف بیزار وخود ساختہ نقاد قسم کے لوگ آپ کے عقائد نظریات کے تعلق سے بڑی بدگمانیاں پھیلا رکھی ہیں جب کہ معاملہ یہ ہے کہ آپ کی تمام تالیفات عقائد واعمال کے باب میں اصلاح مفاسد کے واسطے آج کارآمد ہتھیار کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل سطریں غور سے پڑھئے عقدہ خود بخود حل ہوجائے گا۔

جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے وہ کافر ہے (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۲۷۳)

جو شخص نبی اکرم ﷺ کے بعد نبی آنے کو ممکن قرار دے وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۳۷)

رسالت پناہ ﷺ کے تمام متعلقات کی توہین کفر ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۱۶۷)

نبی اکرم ﷺ کو بعطائے الٰہی علم غیب حاصل تھا بلکہ جمیع ماکان ومایکون کا علم آپ کو دیا گیا، (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۱۹۰)

انبیاء واولیا کو علم غیب سے بالکل خالی سمجھنا معاذ اللہ کفر سے خالی نہیں کیونکہ اس سے بعض آیات قرآنیہ ووسعت قدرت کا انکار لازم آتا ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۷۷)

حضور ﷺ کے شفیع ہونے میں شک کرنے والا یا تو دشمن رسول یا ملحد و بے دین ہے یا پھر زندیق ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۷۸)

میلاد شریف کو کسی کے جنم دن سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۱۶۷)

قیام بوقت ذکر ولادت اور مٹھائی پیش کرنا مستحسن ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۹۷)

مزار پر چادر فاتحہ اور مٹھائی پیش کرنا مستحسن ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت ۱۷۷)

مصنف تقویۃ الایمان نے بلاشبہ توہین رسول ﷺ کی ہے (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۱۹۰)

فرقہ وہابیہ فرقہ مفسدین ہے ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اپنے عقائد کے تحفظ کیلئے ان کے ساتھ مخالطت ومجالست اور ان کو اپنی مسجد میں آنے دینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ ۲۷۲/۲۷۳)

عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۳۷۸)

نام اقدس سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے (فتاویٰ قیام الملت صفحہ۱۰۷)

مشتے نمونہ از خروارے یہ چند مثالیں یہاں ذکر کی گئیں۔ تفصیلات فتاویٰ قیام الملت میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

وصال

کثرت سفر اور ملی مسائل کو لیکر سخت ذہنی انتشار نے آپ کو وقت سے پہلے بوڑھا بنا دیا تھا۔ سیاسی ومذہبی امور کی قیادت نے آرام کا موقع ہی نہیں دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲/رجب ۱۳۴۴ھ کو نماز عصر کے وقت آپ پر فالج کا شدید حملہ ہوا جب کہ دوسرے دن آپ کو عرس غریب نواز میں شرکت کیلئے اجمیر معلیٰ کے سفر پر نکلنا تھا اور اس کے لئے اپنے فرزند گرامی کو پہلے ہی اجمیر روانہ کر چکے تھے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ علاج ومعالجہ بالکل راس نہیں آیا اور ۴/رجب ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹/جنوری ۱۹۲۶ء شب چہار شنبہ کو اس دار فانی سے ہمیشہ کیلئے کوچ فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون. اور اس طرح علم وفضل کا یہ خورشید نیم روز قیامت تک کیلئے خلق کی نگاہوں سے روپوش ہوگیا بلکہ یوں کہئے کہ علماء ہند کی درخشاں تاریخ کا ایک باب ہمیشہ کیلئے بند ہوگیا مگر

ہرگز نمیرد آنکہ نامش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد و اٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین.

فقط

گدائے شیخ العالم محمد احمد رضا اشرفی مصباحی
خادم التدریس والافتاء جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت
۲۹/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ، ۱۱/فروری ۲۰۰۳ء

حق حق حق

تقدیم

از۔محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہٖ الکریم.

ہادی عالم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة و تفترق امتی علی ثلٰث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة. قالوا من هی یا رسول الله؟ قال ما انا علیه و اصحابی۔ (ترمذی جلد ۲، صفحه ۸۹)

بے شک بنی اسرائیل میں بہتر ۷۲ فرقے ہوگئے اور میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نجات پانے والی جماعت کونسی ہے۔ فرمایا جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے استفسار پر حضور نبی کریم ﷺ نے نجات پانی والی جماعت کی نشاندہی فرمادی اور اس کا مصداق بھی متعین فرمادیا اور قریب قریب تمام مدعیان اسلام نے اس پر اتفاق بھی کرلیا مگر ما انا علیہ و اصحابہ کے مصداق کے تعین میں ان کے درمیان سخت اختلاف رونما ہوگیا یہاں تک کہ مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے مطابق تہتر ۷۳ فرقے معرض وجود میں آگئے اور ہر فرقہ اپنے کو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق قرار دے دیا۔

اب ایک مشکل یہ کھڑی ہوجاتی ہے کہ جب ایک سادہ لوح کلمہ گو عقائد وعبادات کے میدان میں آگے بڑھتا ہے تو اسے سخت دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ ایک فرد کسی عمل کو جائز و باعث ثواب قرار دیتا ہے تو دوسرا اسی چیز کو ناجائز وحرام قرار دیتا ہے۔ ایک فرد یہ کہتا ہے کہ یہ عمل مسنون و مستحسن ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ بدعت و گناہ ہے یا ایک فرقہ کے نزدیک عقیدہ کا ایک

باب عین اسلام قرار دیا جاتا ہے اور دوسرا فرقہ اس کو کفر وشرک سے تعبیر کرتا ہے وغیرہ وغیرہ عالم یہ ہے کہ ہر فرقہ قرآن وحدیث کے حوالے سے بات کرتا ہے اور اپنے تئیں وہ مضبوط دلائل کا انبار بھی رکھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سامنے والا سخت ذہنی خلفشار کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس کا بڑھتا ہوا قدم رک جاتا ہے اور سب سے جھلا کر وہ اپنی عقل کا فرمانبردار بن جاتا ہے نیز اس کا دل جو کہتا ہے وہی کرتا ہے باقی سب کو مذہبی گورکھ دھندہ سمجھ کرنا قابل اعتنا قرار دے لیتا ہے یا پھر کسی فرقے کا حسن ظاہری متاثر کرتا ہے تو وہ اسی کے دام فریب میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ ہاں رب کریم جل وعلاء جس پر فضل فرمادیتا ہے وہ راہ ہدایت سے ہمکنار ہوجاتا ہے جیسا کہ فرمان عالیشان ہے۔ **من یهده الله فهو المهتد و من یضلل فلن تجد له و لیا مرشدا.** (کہف آیت ۱۷)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مخبر صادق ﷺ نے جن چیزوں کی بھی خبر دی ان کا وقوع پذیر ہونا عین حق ہے مگر عام طور پر لوگ جو ضلالت وگمراہی کا شکار ہوجاتے ہیں اس کی بنیادی علت یہ ہے کہ ما انا علیہ واصحابی کا مصداق انہوں نے اپنے معیار کے مطابق متعین کرلیا اور اپنی خواہشات کو اپنے عقائد واعمال کا قبلہ بنالیا جب کہ قرآن احادیث میں اس بارے میں واضح ارشادات موجود ہیں کہ ما انا علیہ واصحابی کا مصداق کیا ہے اور نجات پانے والی جماعت کون سی ہے۔

رب تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اطیعوا الله واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم. (نساء آیت ۵۹)

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں جو اولی الامر ہیں ان کی۔

آیت پاک میں اللہ ورسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ارباب ملت ومقتدیان اسلام کی اطاعت کا بھی حکم ہے اور ظاہر ہے کہ ائمہ اسلام کی اطاعت ہم ان کے اعمال واعتقاد کی روشنی میں کریں گے لہٰذا جو چیزیں ان کے عقائد ومعمولات میں نظر آئیں گی وہ اطاعت خدا واطاعت رسول کے بعد نجات پانے والی جماعت کی پہچان بنیں گی۔ قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ مشہور ہے:

یٰا ایُّهَا الذین اٰمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین. (توبہ آیت ۱۱۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس آیت پاک سے بھی یہی مترشح ہے کہ ایمان اور تقویٰ کے ساتھ ساتھ صادقین کے معیت بھی ضروری ہے۔ صادقین میں اولیاء، ائمہ اور صلحاء امت سب داخل ہیں اور معیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ورسول کی اتباع واطاعت میں صادقین امت کا طریقہ اختیار کیا جائے لہٰذا ایسی صورت میں بھی یہی نتیجہ سامنے آئے گا کہ قرآن وسنت کے بعد ان بزرگوں کے افعال و کردار میں جو باتیں نظر آئیں گی وہ نجات پانے والی جماعت کی پہچان اور علامت ہوں گی اور ان کے عقائد ونظریات فرقہ ناجیہ کے عقائد ونظریات کہلائیں گے۔

اللہ عزوجل کا ایک واضح حکم یہ بھی ہے:

اٰمنوا کما امن الناس۔ (بقرہ آیت ۱۳) ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے۔

ائمہ مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ الناس سے مراد یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو صحابہ کے طریقہ کے مطابق دین پر چلے۔

یہاں بھی وہی بات دیکھی جائے گی کہ صحابہ کا عمل وعقیدہ کیا تھا اور ان کے طریقے پر کون لوگ چلے پس جس راہ پر یہ لوگ ہوں گے وہی راہ نجات قرار پائے گی اور جو ان سے ہٹ کر اپنے خود ساختہ قوانین کے مطابق جہت متعین کرے گا وہ ما انا علیہ واصحابہ کا مصداق ہرگز نہیں قرار پائے گا بلکہ اس کو یہ وعید سنائی جائے گی۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جھنم و سائت مصیراً۔ (نسا آیت ۱۱۵)

اور جو رسول اللہ کی مخالفت کرے اس کے لئے ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد اور وہ مومنوں کے علاوہ کوئی دوسری راہ اختیار کرے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھر گیا اور اسے جہنم رسید کریں گے وہ کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

آیت مذکورہ میں دو پہلو خصوصی توجہ کے طالب ہیں ایک ومن یشاقق الرسول اور دوسرا ویتبع

غیر سبیل المومنین کیونکہ اول سے ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ بھلا رسول اللہ کی مخالفت کون کلمہ گو کرسکتا ہے۔ اور دوم سے اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ جو مومنوں کی راہ سے جدا ہوکر کوئی دوسری راہ اختیار کرے وہی رسول کا مخالف ہے۔ اور اس سے یہ ثمرہ بالکل عیاں ہوگیا کہ جو رسول اللہ ﷺ کا سچا ماننے والا ہوگا وہ مومنوں کی راہ سے ہٹ کر کبھی نہیں چلے گا خواہ مومنین صحابہ وتابعین ہوں یا ائمہ مجتہدین واولیاء صالحین اور دیگر علماء حق ہوں کیونکہ یہ افراد اولوالامر کے دائرے میں ہیں اور اللہ و رسول کے ساتھ ان کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جس پر چلنے کا حکم فرمائے وہی راہ نجات ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے **واللہ یعدکم مغفرۃ منہ و فضلا** اللہ تعالیٰ تمہیں بخشش وفضل کی طرف بلاتا ہے۔

قرآن مجید میں جس طرح رب تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ مومنین صالحین کی اتباع وپیروی کا حکم فرمایا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی متعدد احادیث طیبہ میں اس کی تلقین وتاکید فرمائی۔ اور انہیں صالحین کی جماعت کو رسول اللہ ﷺ نے بڑی جماعت قرار دیا اور السواد الاعظم کا لقب عطا فرمایا اور اسی جماعت کو اصطلاح مسلمین میں اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

عن ابن عمر قال رسول اللہ ﷺ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سواد اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو کیونکہ جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

حضرت شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں:

والمراد الحث علیٰ اتباع ما علیہ الاکثر من علماء المسلمین۔ (لمعات التنقیح جلد ۱، صفحہ ۳۵۶)

سواد اعظم سے مراد اس جماعت کی اتباع ہے جو جمہور علماء اسلام کا طریقہ ہے۔

حضرت ابن عمر کی ایک روایت یہ ہے:

قال رسول الله ﷺ ان الله لا یجمع امتی او قال امة محمد علی الضلالة وید الله علی الجماعة و من شذ شذ فی النار۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یہ فرمایا کہ امت محمد کو گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا اور اللہ کا دست مدد جماعت پر ہے اور جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں جا پڑا۔

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ تشریح میں فرماتے ہیں:

وھٰذہ خاصة و منقبة خص الله امة محمد ﷺ بها فضلا منه و منة

اور یہ ایسی خصوصیت و منقبت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے امت محمدیہ کے ساتھ خاص کیا۔

اور یداللہ علی الجماعۃ کے تحت لکھتے ہیں:

كناية عن النصرة والعصمة للجماعة المتفقة من اهل الاسلام

یہ عبارت اس جماعت کی نصرت وحفاظت سے کنایہ ہے جس پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے۔

اور من شذ شذ فی النار کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

والشذوذ الانفراد و تفرد عن الجمهور۔ (لمعات التنقیح جلد ۱، صفحہ ۲۵۶)

اور شذوذ کا معنی جمہور اہل اسلام سے الگ اور تنہا ہو جانا۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک سے مروی ایک حدیث اس طرح ہے:

سمعت رسول الله ﷺ يقول ان امتی لا تجتمع علی الضلالة فاذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم۔ (ابن ماجه صفحه ۲۸۳)

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی پس جب تم ان میں کوئی اختلاف دیکھو تو بڑی جماعت کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں رقم کرتے ہیں:

فھٰذا الحديث معيار عظيم لاهل السنة والجماعة شكر الله سعيهم فانهم هم السواد الاعظم و ذالك لا يحتاج الى برهان فانك لو نظرت الیٰ اهل الهواء باجمعهم مع انهم اثنان و سبعون فرقة لايبلغ عددهم عشر اهل السنة۔

یہ اہل سنت وجماعت کے لئے معیار عظیم ہے اللہ ان کی سعی مشکور کرے بیشک یہی سواد اعظم (بڑی جماعت) ہے اور یہ اس قدر واضح ہے کہ کسی دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ اگر آپ اس کے مقابلے میں تمام خواہش پرست جماعتوں کو دیکھو گے تو وہ بہتر فرقے مل کر بھی اہل سنت کے دسویں حصے کو نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت امام سیوطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

نعتقد ان امامنا الشافعی و مالكا وابا حنيفة و احمد رضی الله تعالیٰ عنهم وسائر الائمة علی الهدیٰ من ربهم فی العقائد و غيرها۔ و نعتقد ان الامام ابو الحسن الاشعری امام فی السنة ای الطريقة المعتقدة..... و نعتقد ان طريقة ابی القاسم الجنيد سيد الطائفة الصوفية علما و عملا طريق مقدم فهو خال عن البدعة دائر علی التدبير والتسليم والتبری عن النفس يبنی علی الكتاب والسنة۔ (حاشية ابن ماجه ۲۸۳)

ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ائمہ یعنی امام شافعی امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہم اور تمام ائمہ اسلام اپنے رب کے فضل سے عقائد واعمال کے باب میں ہدایت پر تھے۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ امام ابوالحسن اشعری سنت یعنی طریقہ معتقدہ میں ہمارے امام ہیں.... اور ابو القاسم جنید بغدادی جو جماعت صوفیہ کے سردار ہیں علم وعمل میں طریقہ مقدم پر ہیں جو طریقہ ہر بدعت سے پاک ہے وہ تدبیر وتسلیم پر چلنے والے اور نفس کی شرارتوں سے محفوظ ہیں اور ان کا مذہب کتاب وسنت پر مبنی ہے۔

ان حوالوں کی روشنی میں یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ اللہ ورسول کی اطاعت کیساتھ ساتھ جو صحابہ

کرام، ائمہ مجتہدین اور ارباب طریقت کے راستے پر اور جمہور اہل اسلام کے طریقہ پر گامزن ہے وہی راہ نجات پر ہے اور قرون اولیٰ سے لیکر اب تک جتنے لوگ اس راہ پر چلے تعداد کے اعتبار سے یہی سواد اعظم اور بڑی جماعت ہے جیسے اہل سنت و جماعت کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ مذہب اہل سنت ہی ہدایت یافتہ مذہب اور ناجی جماعت ہے تو یہ عرض کروں کہ زیارت قبور کا مقدس و مستحسن فعل اسی جماعت اہل سنت کے معمولات میں سے ایک ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے **من رأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن** یعنی جس چیز کو مسلمان بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہوتی ہے۔ لہٰذا زیارت قبور مسلمین قاعدہ مذکورہ کی روشنی میں ایک بہتر و شرعی عمل ہوگی اور اس کو مطلقاً ناجائز و حرام کہنے والا ناجی فرقہ سے خارج اور ہدایت سے دور مانا جائے گا۔ **اللّٰهم اهدنا الصراط المستقيم۔**

سطور بالا پر مشتمل اس تمہید کے بعد اب زیارت قبور کے مسئلہ پر ایک مختصر تحقیقی مضمون نذر قارئین کرتے ہیں اللہ نے چاہا تو اس کی روشنی میں شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جائیں گے اور مسئلے کی صحیح نوعیت نظر کے سامنے واضح ہو جائے گی۔

زیارت قبور صالحین ایک ایسا عمل ہے جو مسلمانوں میں متوارث و متواتر طور پر چلا آرہا ہے۔ خصوصاً جماعت اہل سنت کا تو اس کے جواز واستحباب پر اجماع ہے۔ اور شریعت مطہرہ میں اس کے جواز پر قوی دلائل موجود ہونے کے باعث یہ امر ایسا نہیں تھا کہ اس کے قائلین وفاعلین پر اعتراض کیا جاتا یا ناجائز وحرام کہہ کر اس سے روکنے کی کوشش کی جاتی مگر برا ہو مبتدعین مذاہب و متبعین خواہشات نفسانیہ کا کہ انہوں نے سنت نبوی وطریقہ صالحین کو نظرانداز کیا اور زیارہ قبور جیسے محقق ومبرہن مسئلہ کو مسلمانوں کے درمیان باعث نزاع بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا فرمائے رسول اللہ ﷺ کے نائبین و وارثین کو جنھوں نے اپنی زندگیاں ملت اسلامیہ کو اس کے حقیقی خدوخال کے ساتھ ہم تک پہنچانے میں ختم کر دیں اور جن کی مساعی جمیلہ سے آج ہمارے سامنے شریعت مطہرہ کی ہر وہ دلیل موجود ہے جو معترض کا منہ بند کرنے کیلئے کافی ہے۔

علماء حق نے جس طرح ان تمام مسائل کو اپنی تحقیق وجستجو سے واضح کر دیا جن پر کس طرح کے شک وشبہ کا گمان بھی ہو سکتا تھا اسی طرح زیارت قبور کے مسئلہ کو بھی اس کے حلت وحرمت کے پہلو کو سامنے رکھ کر مفصل انداز میں بیان کر دیا۔ یہاں تک کہ ہر انصاف پسند اور طریقہ مستقیم پر چلنے والا آدمی اس سے مطمئن ہو گیا۔

آیئے انہیں علماء حق کے اعتقاد کی روشنی میں دیکھا جائے کہ زیارت قبور کا اسلامی مفہوم اور شرعی تصور کیا ہے۔

زیارت قبور اور اس کا شرعی تصور

زیارت کا لغوی واصطلاحی مفہوم۔

لغت میں زیارت کہتے ہیں کسی سے قصداً ملنا یا ملاقات کیلئے جانا۔ تاج العروس میں ہے:

زار يزور زورا اى لقيه بزوره او قصد زوره اى وجهته.

زار یزور زورا یعنی اس نے اس کی ملاقات کی یا اس کی طرف جانے کا قصد کیا۔

(تاج العروس علامہ زبیدی ۶/۴۷۷)

مصباح اللغات میں ہے۔

زاره يزوره زيارة و مزرا و زورا وزوارا وزوارة وازداره. ملاقات کیلئے جانا۔

(مصباح اللغات تحت مادہ زور صفحہ ۳۵۱)

محیط المحیط میں ہے:

الزيارة مصدر و اسم بمعنى الذهاب الى مكان للاجتماع باهله كزيارة الاحبة و للتبرك بما فيه من الآثار كزيارة الاماكن۔

زیارت مصدر اور اسم دونوں ہے اس کا معنی ہے کسی جگہ اس کے اہلیان سے ملنے کیلئے جانا جیسے دوستوں سے ملنے کیلئے جانا یا کسی جگہ اس کے آثار سے برکت حاصل کرنے کیلئے جانا جیسے مقامات مقدسہ کی زیارت وغیرہ۔

(محیط المحیط صفحہ ۳۸۴)

المصباح المنیر میں ہے:

والزيارة فى العرف قصد المزور كراما له واستئناسا به (المصباح المنیر ۱/۲۶۰)

عرف میں زیارت کہتے ہیں کسی کے احترام وانسیت کی وجہ سے اس کی ملاقات کیلئے جانا۔

اسی زیارت سے ظرف مکان مزار ہے یعنی وہ جگہ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔لسان العرب میں ہے **المزار موضع الزيارة**.مزار یعنی زیارت کرنے کی جگہ۔(لسان العرب ۴/۳۳۳)

اور اصطلاح مسلمین میں زیارت کہتے ہیں انبیاء،اولیاء یا خدا کے دیگر صالحین بندوں کی قبروں پر برکت حاصل کرنے کیلئے جانا یا من جانب اللہ انہیں مددگار سمجھ کر مدد طلب کرنے کیلئے جانا یا ایصال ثواب واستغفار کی غرض سے یا تذکیر موت کی غرض سے اپنے میتوں کی قبر پر حاضر ہونا وغیرہ۔

زیارت کا لغوی واصطلاحی مفہوم واضح ہونے کے بعد اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ شریعت اسلامیہ میں اس کا صحیح تصور کیا ہے؟ آیا یہ ایک لغو اور بیہودہ فعل ہے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں یا پھر مباح و مستحسن فعل ہے جیسا کہ اکثر لوگ اس کے قائل ہیں۔

حق یہ ہیکہ نفس زیارت حرام نہیں بلکہ نسبت سے اس کی جہتیں بدل جاتی ہیں مثلا حرام چیز کی زیارت حرام مباح اور جائز چیز کی زیارت مباح و جائز ہے یا پھر زیارت کرنے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا جیسا کہ ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے **انما الاعمال بالنيات** یعنی اعمال کی صحت وسقم کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

زیارت خواہ زندوں کی ہو یا مردوں کی احادیث طیبہ واقوال ائمہ میں اس کی صراحت موجود ہے بلکہ کہیں کہیں شریعت مطہرہ نے اس پر ابھارا بھی اور اجر وثواب کا یقین بھی دلایا۔جیسے کعبہ شریف کی زیارت مسجد نبوی کی زیارت، والدین کی زیارت، اپنے مومن بھائیوں کی زیارت، بزرگان دین وغیرہ کی زیارت۔

اس مضمون کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

(۱)عن انس عن النبى ﷺ قال ما من عبد مسلم اتى اخاه له يزوره. فى الله الاناده ملك من

(۱)جب کوئی مسلمان اللہ کی رضا کیلئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت کیلئے جاتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تو پاکیزہ ہوگیا اور

السماء ان طبت وطابت لك الجنة والا قال الله فى ملكوت عرشه عبدى زار فى و على قراه فلم ارض له بقرئ دون الجنة۔

(مسند ابی یعلیٰ رقم الحدیث ۴۱۴۰)

جنت تیرے لئے حلال ہوگئی اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کی بادشاہت میں فرماتا ہے میرے بندے نے میری رضا کیلئے اپنے بھائی کی ملاقات کی۔اسکا اجر میرے ذمہ ہے اور میں اس کیلئے جنت کے علاوہ کسی اور بدل پر راضی نہ ہوں گا۔

(۲)عن عبد الله بن قيس ان رسول الله كان يكثر زيارة الانصار خاصة و عامة فكان اذ زار خاصه اتى الرجل فى منزله و اذا زار عامة اتى المسجد (مسند امام احمد رقم الحدیث ۳۹۸)

(۲) حضرت عبد اللہ بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے خواص وعوام سے اکثر ملاقات فرماتے بلکہ جب کبھی کسی خاص فرد سے ملاقات کا ارادہ ہوتا تو اپنے کرم سے اسکے گھر تشریف لے جاتے اور جب عام ملاقات کا ارادہ ہوتا تو مسجد تشریف لے آتے۔

(۳) عن ابى رزين العقيلى عن النبى ﷺ قال يا ابارزين ان المسلم اذا زار اخاه المسلم شيعه سبعون الف ملك يصلون عليه يقولون اللهم كما وصله فيك فصله

(المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث ۸۳۲۰)

(۳)حضرت ابورزین عقیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابورزین جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کیلئے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسکے ساتھ چلتے ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ جیسے اس نے اسکو جوڑا ہے تو بھی اس کو جوڑ لے۔

(٤) عن انس رضى الله عنه قال: قال النبى ﷺ الا اخبركم برجالكم فى الجنة قلنا بلىٰ يا رسول الله قال، النبى فى الجنة والصديق فى الجنة والمولود فى الجنة والرجل يزور اخاه فى

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا انبیاء صدیق، شہید، نو مولود جنتی ہیں اور وہ آدمی جنتی ہے جو شہر کے کنارے اپنے بھائی

ناحیة المصر لایزوره الا الله فی الجنة (شعب الایمان رقم الحدیث ۹۰۲۸)

کی زیارت کیلئے جائے اللہ کی رضا کیلئے۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ ظاہر ہے کہ اللہ کیلئے کسی مومن بندے کی زیارت کیلئے جانا جائز و مستحسن اور باعث اجر وثواب ہے۔ اب رہی بات کہ مومنین و صالحین کی وفات کے بعد ان کی قبروں کی زیارت جائز ہے یا نہیں تو سچ یہ ہے کہ عقلاً وشرعاً اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ بلکہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جن لوگوں کی زیارت ان کی حیات ظاہری میں جائز اور باعث اجر وثواب ہو تو اگر بعد از وفات ان کے اکرام یا ان سے برکت حاصل کرنے کے لئے یا استغفار و تذکیر موت کیلئے ان کی قبروں کی زیارت کی جائے تو کوئی قباحت شرعی کیونکر لازم آئے گی؟ اور کس علت کی بنا پر اسے فعل حرام سے تعبیر کیا جائے گا؟ ع ایں چہ بوالعجبی است

بہر حال کچھ لوگوں کو زیارت قبور کے مستحب عمل پر اگرچہ اعتراض ہے مگر دلائل و براہین اس عمل کے جواز و اثبات پر کثیر ہیں یہاں پر سب کا احاطہ ممکن نہیں صرف مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند باتیں حاضر خدمت ہیں۔ وما توفیقی الا بالله.

زیارت قبور قول رسول ﷺ کی روشنی میں

(۱) عن ابن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها.
(مسلم رقم الحدیث ۲۲۵۴)

(۱) حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم کو زیارت قبور سے منع کرتا تھا مگر اب تم قبروں کی زیارت کرو۔

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ فزورو القبور فانها تزکر الموت.
(مسلم رقم الحدیث ۲۲۵۳)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہے۔

(۳) عن سلیمان بن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ قد کنت نهیتکم عن زیارة القبور فقد اذن لمحمد فی زیارة قبر امه فزوروها فانها تذکر الاٰخرة قال و فی الباب عن ابی سعید و ابن مسعود و انس و ابی هریرة و ام سلمة. قال ابو عیسیٰ حدیث بریده حدیث حسن صحیح.
(سنن ترمذی رقم ۱۰۴۲)

(۳) حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا پھر محمد ﷺ کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی۔ پس تم قبروں کی زیارت کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔
اور اس باب میں حضرت ابوسعید، حضرت ابن مسعود، حضرت انس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ام سلمہ سے بھی احادیث مروی ہیں۔ امام ترمذی نے کہا کہ حضرت بریدہ کی حسن صحیح ہے۔

(٤) عن ابن بریده عن ابیه کنت نهیتکم عن زیارة القبور فمن اراد ان یزور فلیزور.
(نسائی جلد ۱، صفحہ ۲۲۱)

(۴) حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ مگر اب جو زیارت کرنا چاہے کرے۔

(٥) عن انس عن النبی ﷺ قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فمن شاء ان یزور قبرا فلیزوره فانه یرق القلب یدمع العین و یذکر الاٰخرة. (المستدرک للحاکم رقم الحدیث ۱۳۹۴)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب جو کوئی قبر کی زیارت کرنا چاہے کرے کیونکہ اس سے دل نرم ہوتا ہے آنکھ اشک بہاتی ہے اور آخرت کی یاد آتی ہے۔

(٦) عن عبد الله ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزورها فانها

(۶) حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور کرنے سے روک دیا تھا لیکن

تزهد فی الدنیا و تذکر الآخرة.

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۵۷۱)

اب تم لوگ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبتی کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

(۷) عن علی ابن ابی طالب قال نھی رسول اللہ ﷺ عن زیارة القبور ثم قال انی کنت نھیتکم عن زیارة القبور فزوروھا تذکرکم الاٰخرة.

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۱۱۸۰۶)

(۷) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے زیارت قبور سے منع فرمایا پھر بعد میں فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو زیارت قبور سے روک دیا تھا پر اب تم قبروں کی زیارت کرو کیونکہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی۔

(۸) عن عائشة رضی اللہ عنھا عن النبی ﷺ قال زوروا اخوانکم و سلموا علیھم وصلوا علیھم فان لکم فیھم عبرة (مسند الفردوس رقم ۳۳۴۱)

(۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے وفات یافتہ بھائیوں کی زیارت کرو اور ان پر سلام و رحمت بھیجا کرو اسلئے کہ اس میں تمہارے لئے عبرت ہے۔

مذکورہ مضمون کی بے شمار حدیثیں اکثر کتب احادیث میں موجود ہیں جن کے متون و اسانید کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے اور ان احادیث سے زیارت قبور کا جواز بلکہ حکم ثابت ہے۔

زیارت قبور فعل رسول ﷺ کی روشنی میں

رسول پاک ﷺ کے قول و فعل پر عمل کرنا امت کے لئے ضروری ہے کیونکہ یہی شریعت ہے اور آپ ﷺ کے طریقہ کو اصطلاح میں سنت سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ جس طرح آپ نے اپنے مبارک فرمان سے زیارت قبور کی ترغیب دی اسی طرح اپنے فعل مبارک سے ہمارے لئے نمونہ چھوڑا جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ظاہر ہے:

(۱) عن عائشة انھا قالت کان رسول اللہ ﷺ کلما کان لیلتھا من

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ یخرج من اٰخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین و اتاکم ما توعدون غدا مؤجلون و انا انشاء اللہ بکم لاحقون اللّٰھم اغفر لاھل بقیع الغرقد.

(مسلم رقم الحدیث ۹۷۳)

انکے یہاں رات گزارتے تو رات کے آخری حصے میں بقیع کے قبرستان کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام نازل ہوا ے جماعت مومنین تمہارے پاس وہ چیز آچکی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال رسول اللہ ﷺ بقبور المدینة فاقبل علیھم بوجھه فقال السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا و لکم انتم سلفنا و نحن بالاثر قال الترمذی ھٰذا حدیث حسن صحیح

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۰۵۳)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر مدینہ میں قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ نے انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا السلام علیکم اے قبر والو اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے پہلے پہنچے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

زیارت قبور کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس باب میں حکم بھی صادر فرمایا۔ عمل بھی فرمایا اور زیارت کرنے کا سب سے بہتر طریقہ کیا ہے اس سے بھی آگاہ فرمایا۔ اس سلسلہ میں چند شواہد حاضر ہیں:

(۱) عن بریدہ رضی اللہ عنه قال کان النبی ﷺ یعلمھم اذا خرجوا الی المقابر ان یقول قائلھم السلام علیکم اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین و انا انشاء اللہ بکم

(۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو تعلیم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کیلئے جائیں تو یوں کہیں اے مومنو اور مسلمانوں تم پر سلامتی نازل ہو ہم بھی تم سے ملنے ہی

لاحقون اسئل الله لنا و لكم العافيه (مسلم رقم الحدیث۹۷۵)

والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت طلب کرتے ہیں۔

(۲) عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ فان جبرئيل عليه السلام اتانی فقال ان ربك يامرك ان تاتی اهل البقيع فتستغفر لهم قالت قلت كيف اقول لهم يا رسول الله قال قولی السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا والمستاخرين و انا انشاء الله بكم لاحقون۔

(رواہ مسلم رقم الحدیث۹۷۴)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا یارسول اللہ آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے کہ آپ بقیع والوں کے پاس تشریف لے جائیں اوران کیلئے دعاء مغفرت فرمائیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں ان کیلئے (جب انکے پاس جاؤں تو) کیسے کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا تم کہو تم پر سلامتی ہوا ے مومنوں اور مسلموں کے دیار اور اللہ ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں پر رحم فرمائے اور اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آکر ملنے والے ہیں۔

منکرین زیارت قبور کا ایک جاہلانہ خیال یہ بھی ہے کہ زیارت قبور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا یہ دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا اس بارے میں امر فرمانا، حاضری کا طریقہ دعا وغیرہ کی تعلیم کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام امت کیلئے عام ہے کیونکہ اس میں عبرت، نصیحت اور منفعت ہے۔

اور اگر آپ کے ساتھ یہ خاص ہوتا تو آپ اس کا حکم کیوں فرماتے ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی دعا کی تعلیم کیوں کرتے یا حضرات خلفاء راشدین آپ کے بعد شہداء کی قبروں پر کیوں تشریف لے جاتے؟

زیارت قبور اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

فرمان رسالت مآب ﷺ ہے علیکم بسنتی و سنة خلفاء الراشدین یعنی تمہارے اوپر میری اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازمی ہے اور زیارت قبور جس طرح رسول اللہ کی سنت ہے اس طرح خلفاء راشدین کی بھی سنت ہے۔ چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے:

عن محمد بن ابراهيم قال كان النبی ﷺ یاتی قبور الشهداء عند راس الحول فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار قال و كان ابوبكر و عمر و عثمان يفعلون ذالك۔

(مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث۵۷۳)

حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال کے شروع میں شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور انہیں مخاطب کرکے فرماتے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے بدلے میں آخرت کا گھر کیا ہی خوب ہے۔ راوی نے کہا کہ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

زیارت قبور اور مذاہب اربعہ

زیارت قبور کے جواز پر چاروں مذاہب فقہیہ کا فیصلہ بھی بالکل متفقہ ہے اور ائمہ کرام نے اپنے اپنے مذاہب کا موقف دلائل کی روشنی میں واضح کردیا ہے۔ ذیل میں مذاہب اربعہ کی آراء مختصراً ملاحظہ ہوں۔

ائمہ احناف کا موقف

فقہ حنفی کی مشہور کتاب نورالایضاح میں علامہ شرنبلالی فرماتے ہیں:

فصل فی زيارة القبور ندب زيارتها للرجال و النسا علی الاصح و يستجب قرأة يٰسٓ لما ورد انه من دخل المقابر و قرء يٰسٓ

زیارت قبور کی رخصت ہے عورت و مرد دونوں کیلئے اصح مذہب کے مطابق اور اس میں سورہ یٰسٓ کی تلاوت مستحب ہے اسلئے کہ روایت میں آیا ہے کہ جو شخص قبرستان میں حاضر ہو کر سورہ

خفف الله تعالیٰ عنهم یومئذ وکان له بعدد مافیها حسنات۔

یٰسٓ کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اہل قبور پر اس دن عذاب کو ہلکا کردیتا ہے اور پڑھنے والے کیلئے بھی اسی قدر نیکیاں ہیں۔

(نورالایضاح باب احکام الجنائز صفحہ ۱۴۸)

یہی علامہ موصوف مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں:

ندب زیارتها من غیر ان یطاء القبور للرجال والنساء و قیل تحرم علی النساء والاصح ان الرخصة ثابتة للرجال والنساء فتندب لهن ایضاً علی الاصح والسنة زیارتها قائما کما کان یفعل رسول الله ﷺ فی الخروج الی البقیع و یقول السلام علیکم دار قوم مومنین و انا انشاء الله بکم لاحقون اسئل الله لی و لکم العافیة و یستحب للزائر قرائة سورة یٰسٓ یعنی اهدیٰ ثوابها للاموات خفف الله عنهم یومئذ العذاب و رفعه و کذا یوم الجمعة یرفع فیه العذاب عن اهل البرزخ ثم لایعود علی المسلمین و کان له ای للقاری بعدد مافیها روایة الزیلعی من

زیارت قبور مندوب ہے مرد و زن دونوں کے لئے جب کہ قبروں کی بے حرمتی نہ کی جائے اور ایک قول یہ ہے کہ عورتوں پر زیارت قبور حرام ہے۔ لیکن اصح روایت کے مطابق مرد وعورت دونوں کے لئے رخصت ثابت ہے۔ تو عورتوں کے لئے بھی مستحب ہی ہوگی اصح مذہب پر۔ اور زیارت قبور کھڑے ہوکر کرنا سنت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اہل بقیع کی قبر پر تشریف لے جاکر کیا کرتے تھے اور یوں کہتے تھے تم پر سلامتی ہو اے مومنوں کے ٹھکانوں اور ہم بھی تم سے آکر ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت طلب کرتے ہیں اور زیارت کرنے والے کیلئے مستحب ہے سورہ یٰسٓ کا پڑھنا یعنی اس کے ثواب کو مردوں کو ہدیہ کرنا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس دن ان پر عذاب کو ہلکا فرمادے گا یا دور فرمادے گا جیسا کہ جمعہ کے دن اہل برزخ

فیها من الاموات حسنات۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح صفحہ ۶۱۹،۲۰)

سے عذاب کو اٹھالیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ مسلمانوں پر نہیں لوٹایا جاتا اور پڑھنے والے کیلئے بھی اسی قدر نیکیاں ہوں گی اور زیلعی کی روایت میں ہے کہ پڑھنے والے کیلئے تمام مردوں کو پہنچنے والی نیکیوں کے برابر ثواب ہے۔

علامہ طحطاوی حنفی فرماتے ہیں:

ندب زیارتها لقوله علیه السلام زور والقبور تذکرکم الموت وروی تزکر الاٰخرة وروی کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها واجعلوا زیارتکم لها صلوٰة علیهم واستغفارلهم و عن محمد بن نعمان یرفعه من زار قبر ابویه او اواحدهما فی کل جمعة غفر له و کتب برا رواه البیهقی واخرج ابن ابی الدنیا والبیهقی فی الشعب عن محمد بن واسع قال بلغنی ان الموتیٰ یعلمون بزوارهم یوم الجمعة و یوما قبله و یوما بعدهٗ و قال ابن القیم الاحادیث والاثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم به المزور وسمع سلامه و اٰنس به و

زیارت قبور مندوب ہے حضور ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ اس سے موت کی یاد آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آخرت کی یاد آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا مگر اب تم قبروں کی زیارت کرو اور اس زیارت کے ذریعہ اصحاب قبور کیلئے دعا و استغفار کرو۔ حضرت محمد بن نعمان سے مرفوعا روایت ہے کہ جس نے ہر جمعہ کو اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کو نیک لکھ دیا جاتا ہے اس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن واسع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ روایت

رد عليه و هٰذا عام فى حق الشهداء و غيرهم۔

(حاشیہ طحطاوی علی المراقی صفحہ ۶۲۰/۶۱۹)

پہنچی ہے کہ مردے اپنے زائروں کو پہنچانتے ہیں جمعہ کے دن یا اس سے پہلے یا بعد میں کسی بھی دن اور ابن قیم کہتے ہیں احادیث و آثار اس بات پر دال ہیں کہ زائر جب بھی مزار پر حاضر ہوتا ہے تو صاحب مزار اسکو پہنچانتا ہے۔ اسکے سلام کو سنتا ہے اس سے انسیت حاصل کرتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور یہ معاملہ شہدائے وغیر شہداء سب کیلئے عام ہے۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

وقال ابن حبيب لا باس بزيارة القبور والجلوس اليها والسلام عليها عند المرور بها و قد فعل ذالك رسول الله ﷺ و سئل مالك عن زيارة القبور فقال قد كان نهى عنه ثم اذن فيه فلو فعل ذالك انسان و لم يقل الاخيرا لم ارى بذالك باسا۔

ابن حبیب نے کہا کہ قبروں کی زیارت کرنے میں قبروں کے پاس بیٹھنے میں اور صاحب قبور پر اس کی طرف سے گزرتے ہوئے سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ایسا کیا۔ امام مالک سے زیارت قبور کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے اس سے منع کیا گیا تھا پھر بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی۔ تو اگر کوئی آدمی ایسا کرے اور خیر کے سوا کچھ نہ کہے تو میں اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتا۔

و فى التوضيح ايضا والامة مجتمعة على زيارة قبر نبينا ﷺ و ابى بكر و عمر و كان ابن عمر اذا قدم من سفراتى قبره ﷺ المكرم فقال السلام عليك يا

اور توضیح میں یہ بھی فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر کی زیارت پر اور حضرت وابوبکر وعمر کی قبروں کی زیارت پر امت کا اجماع ہے۔

رسول الله السلام عليك يا ابا بكر السلام عليك يا اتباه۔

(عمدۃ القاری جلد ۸ صفحہ ۷۰)

اور حضرت عبداللہ ابن عمر جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو نبی پاک ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوکر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ پھر کہتے السلام علیک یا ابا بکر، پھر کہتے السلام علیک اے ابا حضور۔

ابتداء اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور سے منع فرمادیا تھا پھر بعد میں آپ نے حکم ممانعت کو منسوخ فرمادیا اس کی توضیح میں علامہ عینی فرماتے ہیں:

و معنى النهى عن زيارة القبور انما كان فى اول الاسلام عند قربهم بعبادة الاوثان و اتخاذا القبور مساجد فلما استحكم الاسلام و قوى فى قلوب الناس و امنت عبادة القبور والصلوٰة اليها نسخ النهى عن زيارتها لانها تذكر الاٰخرة و تزهد فى الدنيا۔ (ایضاً)

زیارت قبور سے روکنے کی وجہ یہ تھی کہ ابتداء اسلام کا زمانہ مشرکوں کے بتوں کی عبادت یا قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کے قریب تھا پھر جب اسلام مستحکم ہوگیا اور لوگوں کے دل قوی ہوگئے اور قبروں کی عبادت یا ان کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے سے امن ہوگیا تو زیارت قبور کی ممانعت منسوخ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ آخرت کی یاددلاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔

درمختار میں ہے:

وبزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها۔

(درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

اور زیارت قبور جائز ہے اگر چہ عورتوں کیلئے کیوں نہ ہو۔ اس حدیث کی وجہ سے "کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا مگر اب تم قبروں کی زیارت کرو۔"

اس عبارت کے تحت علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

قوله و بزيارة القبور اى لاباسا بها بل تعذب كما فى البحر ...... قال محمد بن واسع الموتىٰ يعلمون بزوارهم يوم الجمعة و يوما قبله و يوما مابعدهٗ فتحصل ان يوم الجمعة افضل لها و فيه يستحب ان يزور شهداء جبل احد لما روى ابن ابى شيبة۔ ان النبى ﷺ كان ياتى قبور الشهداء باحد على راس كل حول فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار۔ (شامى جلد ۳، صفحه ۱۵۰)

اور زیارت قبور کرنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ وہ تو مستحب ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے...... محمد بن واسع کہتے ہیں کہ اہل قبور اپنے زائرین کو جان لیتے ہیں خواہ جمعہ کے دن ہو یا اس سے قبل یا اس کے بعد حاصل کلام یہ ہے کہ جمعہ کے دن زیارت قبور افضل ہے اور اس دن مستحب ہے شہدا احد کی زیارت کرنا۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ ہر سال کی ابتداء میں شہداء احد کی قبور پر تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے بدلے میں آخرت کا گھر کیا ہی خوب ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی میں رقمطراز ہیں:

ہرگاہ کہ برائے زیارت قبرے از عوام مومنین برود اول پشت بقبلہ ورو بہ سینہ میت نماید و سورہ فاتحہ یکبار و سورہ اخلاص سہ بار و در وقت آمدن مقبرہ ایں الفاظ بگوید **السلام عليكم اهل الديار من المومنين والمسلمين يغفر الله لنا و لكم وانا انشاء الله بكم للاحقون۔** واگر قبر بزرگ اولیا و صلحا باشد روئے بسوئے سینہ آں بزرگ کردہ بنشیند و بست و یکبار

جب کوئی شخص کسی عام مومن کی قبر کی زیارت کیلئے جائے تو قبلہ کی طرف پیٹھ اور میت کی طرف چہرہ کر کے ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور جب قبر پر آئے تو یہ کہے: **السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين يغفر الله لنا و لكم وانا انشاء الله بكم للاحقون۔** اور اگر اولیا و صالحین میں سے کسی بزرگ کی قبر ہو تو اپنا چہرہ اس بزرگ کے سینے کی طرف

بچهار ضرب سبوح قدوس ربنا و رب الملائكة والروح گوید و سورہ انا انزلناہ سہ بار بخواند و دل را از خطرات خلاص کردہ مقابل سینہ آں بزرگ آرد برکات روح در دل ایں زیارت کنندہ خواہند رسید۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱، صفحہ ۱۷۶)

کر کے بیٹھ جائے اور اکیس بار چار ضربوں کے ساتھ۔ سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح پڑھ کر سورہ انا انزلناہ تین بار پڑھے اور دل کو تمام طرح کے خیالات وخطرات سے خالی کر کے اس بزرگ کے سینہ کے مقابل لائے تو اس سے بزرگ کی روح کی برکتیں زیارت کرنے والے اپنے دل میں اترتے ہوئے محسوس کریں گے۔

زیارت قبور کے تعلق سے ائمہ احناف کا موقف سطور بالا سے ظاہر مجھے چونکہ ان تمام تفصیلات کا احاطہ مقصود نہیں جو احناف سے منقول ہیں بلکہ صرف ان کا موقف بتانا مقصود ہے اس لئے اسی قدر کافی ہیں۔

ائمہ شوافع کا موقف

زیارت قبور کے مسئلہ پر جو خیال ائمہ احناف کا ہے وہی خیال ائمہ شوافعیہ کا بھی ہے اور شوافع حضرات نے بھی اپنی کتابوں میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ اپنے اس موقف کو واضح کر دیا ہے۔ بطور نمونہ چند شواہد ملاحظہ ہوں:

محدث امام ابوعیسیٰ ترمذی شافعی كنت نهيتكم عن زيارة القبور الخ کے تحت لکھتے ہیں:

والعمل على هٰذا عند اهل العلم لا يرون بزيارة القبور باسا و هو قول ابن المبارك والشافعى و احمد و اسحٰق۔ (ترمذی جلد ۱، صفحہ ۱۲۵)

علماء کا اس پر عمل ہے اور وہ زیارت قبور میں کوئی حرج نہیں سمجھتے یہی مذہب ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق کا ہے۔

حضرت امام نووی شافعی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت "قلت كيف

اقول قال قولی السلام علی اهل الدیار من المؤمنین الخ." کے تحت لکھتے ہیں:

فی استحباب هٰذا القول لزائر القبور۔ (حاشیۃ النووی علی المسلم جلد۱، صفحہ۳۱۴)

یہ قول زیارت قبور کے استحباب پر دلالت کرتا ہے۔

یہی علامہ نووی روضۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

یستحب للرجال زیارة القبور وهل یکره اللنسا وجهان وبه قطع الاکثرون یکره و الثانی هوا الاصح عند الرویانی لایکره اذا امنت من الفتنة۔ (روضۃ الطالبین جلد۲، صفحہ۱۳۹)

مردوں کیلئے زیارت قبور مستحب ہے اور عورتوں کے سلسلے میں دو قول ہیں اکثر کے نزدیک تو مکروہ ہے اور دوسرا قول جو کہ اصح ہے رویانی کے نزدیک کہ مکروہ نہیں جب کہ فتنہ سے امن ہو۔

علامہ خطیب شافعی لکھتے ہیں:

یندب زیارة القبور التی فیها المسلمون للرجال بالاجماع وکانت زیارتها منهیا عنها ثم نسخت بقوله ﷺ کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها ویکره زیارتها للنساء لانها مظنة للطلب ببکائهن و رفع اصواتهن نعم یندب لهن زیارة قبر رسول الله ﷺ فانها من اعظم القربات وینبغی ان یلحق بذالك بقیة الانبیاء والصالحین والشهداء۔ (الاقناع جلد۱، صفحہ۲۰۸)

مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنا بالاجماع مستحب ہے اور پہلے زیارت قبور کی ممانعت تھی پھر حضور علیہ السلام کے اس قول سے وہ حکم ممانعت منسوخ ہوگیا کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا مگر اب تم قبروں کی زیارت کرو۔ اور عورتوں کے واسطے زیارت قبور مکروہ ہے کیونکہ ان کی طرف سے رونا دھونا آوازوں کو بلند کرنا ممکن ہے۔ البتہ ان کے لئے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارکہ کی زیارت مستحب ہے اسلئے کہ یہ عظیم نیکی ہے اور مناسب معلوم ہوتا ہے اس حکم میں بقیہ انبیاء، صالحین اور شہدا کی زیارت کا حکم بھی ملالیا جائے۔

ائمہ حنابلہ کا موقف

امام ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

لا نعلم بین اهل العلم خلافا فی اباحة زیارة الرجل القبور و قال علی بن سعید سألت احمد عن زیارة القبور ترکها افضل عندك او زیارتها؟ قال زیارتها و قد صح عن النبی ﷺ انه قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تذکرکم الموت۔ (المغنی صفحہ۲۳۳)

ہم نہیں جانتے کہ مردوں کے لئے زیارت قبور مباح ہونے میں کسی کا کوئی اختلاف ہے۔ اور علی بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک قبروں کی زیارت کرنا بہتر ہے یا ترک کرنا؟ انہوں نے فرمایا زیارت کرنا بہتر ہے۔ اور اس بارے میں ایک صحیح حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا پس اب تم قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہے۔

یہی علامہ موصوف کتاب الکافی میں رقم کرتے ہیں:

ویستحب للرجال زیارة القبور لان النبی ﷺ قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تذکرکم الموت۔ (الکافی جلد۱، صفحہ۲۲۳)

اور مردوں کیلئے زیارت قبور مستحب ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا مگر اب تم قبروں کی زیارت کرو کہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

ائمہ مالکیہ کا موقف

الشرح الکبیر میں امام دردیر فرماتے ہیں۔

وجاز زيارة القبور بل هي مندوبة بلا حد بيوم او وقت او في مقدار مايمكث عندها.(الشرح الكبير ج١ ص ٤٢٢)

اورزیارت قبور جائز ہے بلکہ مستحب ہے دن وقت اور ٹھہرنے کی مقدار کے تعین کئے بغیر۔

علامہ ابن الحاج مالکی رقمطراز ہیں۔

ان زيارة قبور الصالحين محبوبة لاجل التبرك مع الاعتبار فان بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت في حياتهم والدعاء عند قبور الصالحين والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من ائمة الدين.
(المدخل ج۲ص ۲۵۵)

برکت حاصل کرنے کیلئے صالحین کی قبروں کی زیارت پسندیدہ عمل ہے کیونکہ صالحین کی برکت جس طرح ان کی زندگی میں جاری رہتی ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی جاری رہتی ہے۔
اور صالحین کی قبور کے پاس دعا کرنا اوران سے شفاعت طلب کرنا ہمارے ائمہ دین اور علماءِ محققین، کا عمل ہے۔

مذاہب اربعہ کے اجلۂ فقہا کی مذکورہ تصریحات اورتشریحات سے بھی یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا کہ زیارت قبور بالاجماع ایک مستحب اورمحبوب عمل ہے اوراس کے نفس جواز پر کسی کا انکارنہیں سوائے اس شخص کے جس نے جمہوراہل اسلام کے طریقہ کوترک کیااورخواہش کی پیروی کی۔

نعوذ بالله من شرور انفسنا.

زیارت قبوراورائمہ اسلام کے تأثرات ومعمولات

زیارت قبور کے اثبات پرآپ مذاہب اربعہ کے ائمہ ومحققین کی آراء ملاحظہ کر چکے یہاں چنداکابراسلام کے معمولات وتأثرات بھی دیکھتے چلئے۔

حضرت امام شافعی کامعمول

الخیرات الحسان میں علام ابن حجر مکی شافعی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

انی لاتبرك بابی حنيفة و ا جئ الیٰ قبره فاذا عرضت لی حاجة صليت ركعتين وجئت الى قبره و سألت الله عنده فتقضى سريعا.
وذكر بعض المتكلمين. ان الشافعي صلى الصبح عند قبره فلم يقنت فقيل له لم ؟ قال تاديبا مع صاحب هذا القبر. (الخیرات الحسان ص۱۲۹)

میں امام ابوحنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں پس مجھے جب کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کران کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اوراسکے پاس اللہ سے دعامانگتا ہوں توبہت ہی جلدمیری حاجت پوری ہوجاتی ہے۔
اوربعض متکلمین سے مروی ہے۔کہ امام شافعی نے انکی قبر کے پاس فجر کی نماز پڑھی تو دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ توانہوں نے جواب دیا کہ اس قبروالے کے ادب کی وجہ سے۔

حضرت فتح موصلی کامعمول

تاریخ بغداد میں حضرت خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے۔

اخبرنا اسماعيل بن احمد الحيرى اخبرنا ابو عبد الرحمٰن السلمى قال فتح موصلى كان من كبار مشائخ الموصل وكان يحضر زيارة بشر الحافى.
(تاریخ بغداد ج۱۲ص۳۸۱)

مجھے خبر دی ہے اسماعیل بن احمد حیری نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن اسلمی نے کہ فتح موصلی شہر موصل کے کبار مشائخ میں سے تھے وہ اکثر حضرت بشر حافی کے مزار کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے تھے۔

محدث حضرت ابن حبان کا معمول

قد زرته مرارا كثيرة و ماحلت بى شدة فى وقت مقامى بطوس و زرت قبر على بن موسى الرضا صلوات الله على جده و عليه دعوت الله تعالىٰ ازالتها عنى الا استجيب لى و زالت عنى تلك الشدة و هذا شع جربته مرارا فوجدته كذالك۔

(کتاب الثقات ۸:۴۵۶)

میں نے امام علی رضا کے مزار کی بہت بار زیارت کی۔ شہر طوس کے قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی سخت مشکل درپیش ہوئی تو میں نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا کی قبر پر حاضر ہو کر اللہ سے اس سختی کے دور ہونے کی دعا کی پس دعا بھی قبول ہوئی اور سختی بھی دور ہوگئی اور میں نے اس کو جب بھی آزمایا اسی طرح پایا۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی کا معمول

حضرت شیخ سعدی کو اکابر صوفیا نے تصوف کا امام تسلیم کیا ہے آپ کی تصنیف کردہ دو کتابیں گلستاں و بوستاں مشہور دھر ہیں جو آپ کے علم وفضل وعقائد ونظریات کے عظیم ترجمان ہیں آپ اپنی کتاب گلستاں میں لکھتے ہیں۔

بربالین تربت یحیٰ علیہ السلام معتکف بودم در جامع دمشق کہ یکے از ملوک عرب کہ بے انصافی منسوب بود درآمد نماز و دعا کرد و حاجت خواست۔

(گلستان سعدی ص ۳۱)

دمشق کی جامع مسجد میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار پر معتکف تھا دیکھا کہ عرب کا ایک ظالم بادشاہ وہاں آیا نماز پڑھ کر دعا کی اور اپنی حاجت کو صاحب مزار کے حضور پیش کیا۔

حضرت امام ہندبائی کا معمول

امام ابن عسا کر تاریخ دمشق میں ابوالفرج امام ہندبائی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

كنت ازور قبر احمد بن حنبل فتركته مدة فرأيت فى المنام قائلا يقول لى لما تركت زيارة قبر امام السنة۔

(تاریخ دمشق ج ۵ ص ۳۳۳)

میں حضرت امام احمد بن حنبل کے مزار کی زیارت کیا کرتا تھا پس کسی وجہ سے ایک مدت تک میں نے یہ فعل ترک کر دیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے تم نے امام سنت کی قبر کی زیارت کیوں چھوڑ دی؟

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری و بابا فرید الدین گنج شکر رحمہما اللہ تعالیٰ کا معمول

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۹ء اور خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کسب فیض کیلئے آپ (حضرت داتا گنج بخش علی ھجویری) کے مزار پر چلہ کشی کی اور خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ چلہ کے بعد رخصت ہوتے وقت یہ شعر کہا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

(مقدمہ کشف المحجوب اردو ص ۴۳)

حضرت امام ابن عبدالبر کا تأثر

و قبر ابى ايوب الانصارى رضى الله عنه ... يستسقون به فيسقون۔

(الاستعاب ج ۱ ص ۴۰۵)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر تک پہنچ کر لوگ بارش کی دعا کرتے ہیں تو بارش ہوجاتی ہے۔

حضرت امام قشیری کا تائثر

حضرت امام قشیری حضرت معروف کرخی کے مزار کے بارے میں فرماتے ہیں۔

کان من مشائخ الکبار مجاب الدعوة یشتشفی بقبرہٖ۔
(الرسالۃ القشیریہ ص ۴۱)

حضرت معروف کرخی عظیم ترین مشائخ میں سے تھے آپ مستجاب الدعوات تھے آپ کی قبر کے پاس اب بھی شفایابی کی دعا کی جاتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی کا تائثر

ویدخل فی جملة زیارة قبور الانبیاء علیهم السلام و زیارة قبور الصحابة و التابعین وسائر العلما و الاولیاء و کل من یتبرك بمشاهدته فی حیاته یتبرك بزیارته بعد وفاته۔
(احیاءعلوم الدین ج ۲ ص ۲۴۷)

اور مقصد سفر میں انبیاء علیہم سلام اور صحابہ، تابعین اور تمام علماء و اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں کی زیارت بھی داخل ہے اس لئے کہ حیات میں جس شخص کے دیدار سے برکت حاصل کی جاتی تھی بعداز وفات بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

تاجدار اہل سنت حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کا معمول

زادالمتقین میں امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حضرت شیخ علی متقی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہونے کا معمول یوں بیان فرماتے ہیں۔

فقیر جب مکہ معظّمہ میں حضرت شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں تھا تو اکثر و بیشتر آپ (یعنی شیخ علی متقی) کی قبر مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتا ایک روز جب قبر مبارک پر اپنا حال ظاہر کیا اور آپ کی جانب سے بشارت کا طالب ہوا تو خواب میں دیکھا کہ آپ مقام حنفی میں تخت پر تشریف فرما ہیں۔فقیر نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یہ فقیر آپ کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں لگا ہوا ہے اس کی ان سے شفارش فرمادیں تاکہ ان کی توجہات مزید ہوجائیں یہی

بات آپ کی قبر مبارک کے سرہانے بھی عرض کر چکا تھا۔آپ نے فرمایا اطمینان رکھو انشاء اللہ تمہارا مقصود حاصل ہوجائے گا۔ (زادالمتقین اردو ص ۱۲/۱۳)

اہل سمرقند کا حضرت امام بخاری کی قبر پر حاضر ہونا

علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بار سمرقند میں بہت دنوں تک بارش نہیں ہوئی اور لوگ پریشان ہوگئے۔ایک مرد درویش سمرقند کے قاضی کے پاس گیا اور کہا کہ آپ سب لوگوں کو حضرت امام بخاری کی قبر پر حاضر ہوکر انکے وسیلے سے دعا کرنی چاہئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو سیراب کردے۔علامہ ذہبی کے یہ الفاظ خصوصی توجہ کے قابل ہیں۔

فقال القاضی نعم مارأیت فخرج القاضی والناس معه واستسقیٰ القاضی بالناس بکی الناس عند القبر وتشفعوا بصاحبه فارسل الله تعالیٰ السماء بماء عظیم غدیر۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۴۶۹)

قاضی نے کہا کہ ہاں آپ کی رائے بالکل درست ہے پھر قاضی اور تمام لوگوں نے امام بخاری کی قبر پر جاکر بارش کی دعا کی اور لوگ قبر کے پاس بہت روئے اور صاحب قبر سے شفاعت کی درخواست کی پس اللہ تعالیٰ نے اسی وقت موسلادھار بارش کے ساتھ بادلوں کو بھیج دیا۔

پاکستان کے ایک دیوبندی عالم نے اس واقعہ پر یہ تنبیہ تحریر کی ہے۔

اس واقعہ سے جہاں حضرت امام بخاری کی کرامت بعد الموت ثابت ہورہی ہے وہیں یہ بھی ثابت ہورہا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ بزرگوں کی قبور سے برکت حاصل کرنے اور بزرگوں سے استشفاع کے قائل تھے اور عملا کیا بھی کرتے تھے حتی کہ حضرت امام بخاری کی قبر سے برکت حاصل کی گئی اور ان سے استشفاع کیا گیا، حضرت امام بخاری کے صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی مقربین بارگاہ الٰہی کی قبور سے حصول برکت کے قائل تھے۔

(غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں ص ۷۷)

زیارت قبور کے ثبوت پر سطور بالا میں احادیث طیبہ مذاہب اربعہ اور اکابر اسلام کے اقوال

ومعمولات کی ایک مختصر سی جھلک پیش کی گئی ورنہ قبروں پر حاضر ہوکر استغفار واستفشاع کرنے والے صرف علماو صلحاء کی ایک فہرست تیار کی جائے تو بندوں کی استطاعت وقدرت جواب دیدے۔

بہر حال زیارت خواہ انبیاء وصلحاء کی قبور کی ہوان سے استمد اد واستشفاع یا تبرک کیلئے یا عام مومنین کی قبروں کی ہوان کے واسطے استغفار و ایصال ثواب یا تذکیر موت کے لئے بہر صورت شریعت مطہرہ کے نزدیک جائز و مستحسن ہے اوراس پر قوی شواہد اس کثرت سے موجود ہیں کہ قید وشمار مشکل ہے۔ بس آسانی سے اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اب تک ان گنت اولیاء اللہ کی قبروں کا محفوظ ہونا عوام وخواص کا ان قبروں پر حاضر ہونا۔ اہل شریعت وطریقت کا مزارات پر چلہ کھینچنا اعراس وفاتحہ کا اہتمام کرنا گل پوشی وچادر پوشی کی رسم ادا کرنا اوران اعمال میں کثیر مسلمانوں کا شامل ہونا یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ ناجائز اور حرام نہیں بلکہ ایک محبوب واسلامی عمل ہے اوراگر یہ غیر اسلامی عمل ہوتا تو اس کثرت سے مسلمانوں کا اس پر اجماع نہ ہوتا داراں حالیکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عالیشان سب کے سامنے موجود ہے۔ ان اللہ لایجمع امتی علی الضلالۃ. یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

عورتوں کیلئے زیارت قبور کا شرعی حکم

قبروں کی زیارت کرنا جائز و مستحسن ہے اس پر ائمہ شریعت کے اقوال وآراء پیش کردئے گئے اور مذاہب فقہاء کی روشنی میں اس خفا کا ازالہ بھی کردیا گیا جو مسئلہ مذکور کے مطابق تھا لیکن ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس عمل کے مجاز مرد وعورت دونوں ہیں یا صرف مرد ہیں عورت نہیں تو اس پر عرض ہے کہ زیارت قبور کا تعلق اولاً مردوں ہی سے ہے اوراس سلسلے میں جو کچھ کہا یا سنا گیا اس کا روئے سخن بھی اولاً مردوں ہی کی جانب ہے اب رہی بات کہ عورتوں کیلئے یہ فعل جائز ہے یا نہیں تو اکثر فقہا نے اس حکم کے ضمن میں عورتوں کو بھی داخل مانا ہے اور الگ سے اس بحث کا کہیں اہتمام نہیں کیا ہے اور بعض فقہا نے کچھ وجوہات کے پیش نظر الگ سے اس مسئلے کی وضاحت کی ہے اور دلائل کی روشنی میں کچھ قید وشرائط کے ساتھ عورتوں کے حق میں بھی زیارت قبور کرنے کو

جائز قرار دیا ہے جیسا کہ درج ذیل شواہد سے عیاں ہے۔

مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بامرأۃ تبکی عند قبر فقال اتقی اللہ واصبری قالت الیک عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأتت باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم تجد عنده بوابین فقالت لم اعرفك فقال انما الصبر عند الصدمة الاولیٰ۔

(بخاری کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۲۳)

رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے ایک عورت ایک قبر کے پاس رو رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس عورت نے کہا کہ آپ چلے جائیے کیونکہ آپ کو وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی اور وہ عورت رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچان سکی۔ بعد میں جب اس سے کہا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ تھے تو وہ در اقدس پر حاضر ہوئی اور وہاں کسی دربان کو نہیں پایا پس عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک صدمہ کے وقت صبر ہی بہتر ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں بہت ہی واضح انداز میں فرماتے ہیں۔

و اختلف فی النساء فقیل دخل فی عموم الاذن و هو قول الاکثر ومحله ما اذا أمنت الفتنة و یؤید جواز حدیث الباب و موضع الدلالة منه انه صلی اللہ علیہ وسلم لم ینکر علی المرأة قعودها عند القبر و تقریره حجة۔

(فتح الباری ج ۳ ص ۱۴۸)

عورتوں کے حق میں زیارت قبور کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہا گیا ہے کہ اذن کے عموم میں عورتیں بھی داخل ہیں اور یہی اکثر علماء کا قول ہے مگر اس کا محل یہ ہے جبکہ وہ فتنہ سے مامون ہوں اور اس کے جواز پر اس باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ اور موضع استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے پاس اس عورت کے بیٹھنے پر نکیر نہیں فرمائی اور آپ کی طرف سے کسی چیز کو ثابت رکھنا (انکار نہ فرمانا) حجت ودلیل ہے۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث **قلت کیف اقول لھم یا رسول اللہ** الخ کے تحت علامہ امام نووی فرماتے ہیں۔

فیہ دلیل لمن جوز للنساء زیارۃ القبور۔

یہ حدیث عورتوں کیلئے زیارت قبور جائز ہونے کی دلیل ہے۔

(حاشیہ نووی علی مسلم ص۳۱۴)

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

اما علی الاصح من مذھبنا وھو قول الکرخی وغیرہ من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال و النساء جمعا فلا اشکال۔

ہم احناف کے مذہب پر امام کرخی وغیرہ کا قول سب سے سہی ہے کہ زیارت قبور مرد وعورت سب کے لئے جائز ہے جس پر کوئی اشکال نہیں۔

(شامی ج۲ص۶۲۶)

علامہ شرنبلالی حنفی نورالایضاح میں رقم فرماتے ہیں۔

ندب زیارتھا للرجال و النساء۔

زیارت قبور مرد و عورت دونوں کے لئے مستحب ہے۔

(نورالایضاح ص۱۴۸)

یہی علامہ موصوف مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں لکھتے ہیں۔

و قیل تحرم علی الناس و الاصح ان الرخصۃ ثابتۃ۔ للرجال و النساء فتندب لھن ایضا۔

اور کہا گیا کہ عورتوں پر زیارت قبور کرنا حرام ہے اور اصح قول یہ ھیکہ رخصت جس طرح مردوں کیلئے ثابت ہے اس طرح عورتوں کیلئے بھی ہے لہٰذا یہ ان کیلئے بھی مستحب ہوگی۔

(مراقی الفلاح ص۶۲۰)

حضرت علامہ طحطاوی حنفی مراقی کے حاشیہ میں جواز وعدم جواز کی تمام صورتیں بیان کرنے

کے بعد قول اصح کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ للرجال و النساء لان السیدۃ فاطمۃ رضی اللہ عنھا کانت تزور قبر حمزۃ کل جمعۃ وکانت عائشۃ رضی اللہ عنھا تزور قبر اخیھا عبد الرحمن بمکۃ کذا ذکرہ البدر العینی فی شرح البخاری۔

(حاشیہ طحطاوی ص۶۲۰)

اور اصح قول یہ ہیکہ مرد وعورت دونوں کیلئے رخصت ثابت ہے اس لئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ میں اپنے بھائی حضرت ابوعبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت فرماتی تھیں جیسا کہ علامہ بدر الدین عینی نے شرح بخاری میں اس کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی اپنی مشہور کتاب بحرالرائق میں فرماتے ہیں۔

و الاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لھما

(بحرالرائق ج ۲ ص ۲۱۰)

اور اصح مذہب یہ ہیکہ مرد و عورت دونوں کیلئے زیارت قبور کی رخصت ثابت ہے۔

محولہ بالا عبارات سے عورتوں کے واسطے زیارت قبور کا جواز ثابت ہے اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے مگر مطلقا نہیں بلکہ کچھ قیود وشرائط کے ساتھ اور ان قیود وشرائط کا لحاظ اس لئے کیا گیا کیوں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان اس کے خلاف ہے اور اس حدیث کی وجہ سے نیز اندیشہ فتنہ کی وجہ سے بعض لوگوں نے عورتوں کیلئے زیارت قبور کرنا مکروہ بلکہ حرام قرار دیا ہے مگر اقوال علماء سے ظاہر ہے کہ انہوں نے مطلق حرام نہیں کہا اس لئے کہ نسخ نہی کی وجہ سے نفس جواز پر کسی کا اختلاف نہیں البتہ مظنہ فتنہ وفساد علت ممانعت ضرور ہے۔

وہ حدیث جس سے عورتوں کیلئے زیارت قبور کی مخالفت ثابت ہوتی ہے یہ ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

لعن زوارات القبور۔

ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔

(ترمذی کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۲۵)

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی یعنی اس میں ان کے لئے اسقدر قباحت اور گناہ ہے کہ وہ مستحق لعنت ہوجاتی ہیں لہٰذا یہ فعل ان کے حق میں حرام وناجائز قرار دیا جائے گا اور شرعاً ان پر پابندی عائد کی جائے گی۔

مگر حضرت امام ترمذی نے اسی باب میں اس حدیث کے نیچے یہ فیصلہ بھی سنا دیا ہے۔

و قد رای بعض اهل العلم ان هذا كان قبل ان يرخص النبى صلى الله عليه وسلم فى زيارة القبور فلما رخص دخل فى رخصته الرجال و النساء وقال بعضهم انما كره زيارة قبور فى النساء لقلة صبرهن و كثرة جزعهن۔

(ترمذی ج ۱ ص ۱۲۵)

تحقیق کہ بہت سے اہل علم کا یہ مذہب ہیکہ یہ حکم وعید رسول اللہ کی جانب سے زیارت قبور کی رخصت دیئے جانے سے قبل کا تھا پھر جب آپ نے رخصت دیدی تو مرد وعورت دونوں اس رخصت میں داخل ہوگئے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ عورتوں کے حق میں زیارت قبور اس لئے مکروہ ہے کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے اور رونا پکارنا زیادہ۔

یہی بات علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی امام قرطبی کے حوالے سے کہتے ہیں۔

قال القرطبى هذا اللعن انما هو للمكثرات من الزيارة لما تقتضيه الصفة من المبالغة و لعل السبب مايفض اليه ذالك من تضيع حق الزوج و التبرج و ماينشاء منهن من الصياح و نحو ذالك فقد يقال اذا

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بکثرت زیارت کرنے والیوں کے لئے ہے جیسا کہ صفت مبالغہ کا تقاضا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ شوہر کے حقوق کی پامالی، اظہار زینت یا چیخ و پکار وغیرہ دیگر شنیع چیزوں کا سبب بن جائے۔ پس اسی لئے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جب اس

امن جميع ذالك فلا مانع من الاذن لان تذكر الموت يحتاج اليه الرجال والنساء۔

(فتح الباری ج ۳ ص ۱۴۹)

طرح کی تمام چیزوں سے امن و اطمینان حاصل ہوجائے تو اجازت سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی اس لئے کہ مرد وعورت دونوں کیلئے موت کو یاد کرنے کی ضرورت ہے۔

بعض ائمہ کے نزدیک ممانعت کا حکم حدیث فزوروہا سے مرد وزن دونوں کے حق میں منسوخ ہے جیسا کہ علامہ ابن قدامہ حنبلی امام احمد بن حنبل کے حوالے سے فرماتے ہیں:

لايكره لعموم قوله عليه السلام كنت نهينكم عن زيارة القبور فزوروها و هذا يدل على سبق النهى و نسخه فيدخل فى عموم الرجال و النساء۔

(المغنی ج ۲ ص ۳۲۶)

عورتوں کے حق میں بھی حکم کراہت نہیں حضور علیہ السلام کے فرمان ”میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب تم زیارت قبور کرو“ کی وجہ سے کیونکہ یہ قول ممانعت کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے پس یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ اجازت کے عموم میں عورت ومرد سب داخل ہیں۔

بہرحال حدیث **منهى عنه** کی طرح اگر حدیث لعن زوارات کو منسوخ مان لیا جائے اور حق یہی ہے تو عورتوں کے واسطے بھی زیارت قبور جائز ہوگی اور اگر ثابت مانا جائے تو حرام ہوگی ورنہ اگر فتنہ وفساد وغیرہ کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے۔ اسی پر جمہور علماء کا فتویٰ ہے۔

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں۔

و اما النساء اذا اردن زيارة القبور ان كان ذالك لتجديد الحزن و البكاء و الندب كما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة و عليه الحديث الصحيح لعن الله

زیارت قبور سے اگر عورتوں کا ارادہ آہ وبکا کا اعادہ کرنا ہے جیسا کہ ان کی عادت ہوتی ہے تو ان کے لئے زیارت قبور کرنا جائز نہیں اور حدیث پاک ”زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو“ اس کا اطلاق

زائرات القبور و ان كان بلا اعتبار و الترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين من غيرمايخالف الشرع فلا بأس به اذاكن عجائز وكره ذالك للشبات كحضور هن فى المساجد للجماعت و حاصله ان محل الرخص لهن اذا كانت الزيارة على وجه ليس فيه فتنة ۔

والاصح ان الرخصه ثابتة للرجال و النساء۔ لان السيدة فاطمة رضى الله عنها كانت تزور قبر حمزة كل جمعة وكانت عائشة رضى الله عنها تزور قبر اخيها عبد الرحمن بمكة۔

(طحطاوی ص۶۲۰)

انہیں عورتوں پر ہوگا اور اگر ان کا مقصد عبرت حاصل کرنا یا رحمت طلب کرنا یا برکت حاصل کرنا ہے دراں حالیکہ شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے تو بوڑھی عورتوں کیلئے زیارت قبور کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ جوان عورتوں کیلئے مکروہ ہے جیسا کہ جماعت میں شرکت کیلئے ان کا مسجد میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔ حاصل کلام یہ ہیکہ عورتوں کیلئے زیارت قبور کرنے کی رخصت ہے جبکہ فتنہ نہ ہو۔

اور اصح قول یہ ہے کہ رخصت تمام مرد و زن کیلئے ثابت ہے کیوں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کیلئے ہر جمعہ کو جاتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن کی قبر کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتی تھیں۔

الغرض اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ زیارت قبور کا نفس جواز عورت اور مرد دونوں کے لئے ثابت ہے لیکن اگر فتنہ وفساد کا خوف ہو تو عورتوں کو منع کیا جائے گا۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ ناجائز وحرام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ: اس موضوع سے متعلق از ابتداء تا انتہا جو کچھ لکھا گیا اس کا مطمح نظر اہل ایمان ہیں اور مومنین و صالحین کی ہی قبروں کی زیارت کے بارے میں علماء کی یہ تمام تحقیقات ہیں ورنہ کافروں ومشرکوں کی قبروں کی زیارت کرنا بالاجماع حرام وناجائز ہے۔ **هذا ماظهر لى والعلم بالحق عند الله تعالىٰ. وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد و اٰله و اصحابه اجمعين. برحمتك يا ارحم الراحمين.**

والسلام

احقر العباد محمد احمد رضا اشرفی مصباحی، حنفی دیناجپوری غفرلہ

خادم التدریس والافتا جامعہ چشتیہ خانقاہ

حضرت شیخ العالم ردولی شریف ضلع فیض آباد

۱۷/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ ۲۸/فروری ۲۰۱۳ء

بروز جمعرات بعد نماز مغرب۔

۷۸۶

حق حق حق

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

جاننا چاہئے کہ قبر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان دفن ہو اور اس کی جمع قبور ہے اور مقبرہ بفتح المیم وضم الباء ہے۔ جمال الدین بن مالک نے کہا کہ کسرہ با کو ہے، اور اسی کو جوہری نے بھی لکھا ہے، اور صاحب الحکم نے کہا ہے کہ مقبرہ موضع قبور کو کہتے ہیں۔

ابن السکیت نے کہا ہے:

اقبرته ای صیرت له قبرا یدفن فیه اور لکھا ہے ثم اماته فاقبره ای جعله ممن یقبر ولم یجعله ممن بین الکلاب والقبر بما اکرم به بنو آدم۔ مغرب میں ہے قبر المیت دفنه قبرا من یابی طلب و ضرب و صیره ذا قبر و امر بان یقبر والقابر الدافن بیده والمقبر هو اللّٰه تعالیٰ القبر واحد المقبر بضم الباء موضع القبر والفتح والمقبر بالفتح لا غیر والمقابر جمع لها وهو المقبری۔

شرع میں زیارت قبور کرنے کے احکام مختلف ہیں کفار کی قبر کی زیارت کرنا مطلقاً ناجائز ہے اور عام مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنا اور صالحین اور انبیاء کے قبور پر حاضر ہونا مردوں کو مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک سنت ہے لیکن اصحاب ظواہر واجب کہتے ہیں مگر قول صحیح ہمارے نزدیک یہ کہ مستحب ہے جیسا کہ آگے کی عبارت کتب سے معلوم ہو جائے گا اور عورتوں کے لئے زیارت کرنا قبور کا اس میں بھی اختلاف کیا گیا ہے بعض نے کہا ہے کہ ان کے لئے

زیارت کرنا مباح ہے بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے مطلقاً کسی حال میں کیوں نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ حرام ہے جبکہ خوف فتنہ کا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور یہی قول نزدیک حنفیہ اور شافعیہ کے مفتی بہ ہے لیکن علماء نے تصریح کردی ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ تفصیلاً آگے اس کی بحث میں لکھا جائے گا۔

کفار کی قبروں کی زیارت

قال اللّٰہ تعالیٰ ولاتصل علیٰ احد منھم مات ابداًولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللّٰہ و رسولہ۔ (توبہ آیت ۸۴)

نہ پڑھ نماز یعنی نہ کر دعا انمیں سے ایک بھی مرے اس پر کبھی اور نہ کھڑا ہو قبر پر اس کی تحقیق کفر کیا انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا جنازہ پر کفار کے اور ان کی قبروں پر کھڑا ہونا واسطے دعائے مغفرت کے ناجائز ہے کفار عام ہیں خواہ اہل کتاب ہو یا مشرک۔

قال اللّٰہ تعالیٰ ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم۔ (توبہ اٰیت ۱۱۳)

فرمایا اللہ جل شانہ نے اور نہیں پہونچتا ہے نبی کو اور ان کو جو ایمان لائے ہیں یہ کہ استغفار کریں واسطے ان لوگوں کے جنھوں نے شرک کیا اگرچہ ہوں وہ صاحب قرابت بعد اسکے کہ ظاہر ہو گیا مومنین کو کہ وہ دوزخ والے ہیں۔

نص قرآنی اسی قدر کافی ہے احادیث وغیرہ کا ذکر یہاں ضروری نہیں۔

زیارت کرنا عام اہل اسلام کے قبور کا مردوں کو

کتاب اللہ سے عموماً زیارت کرنا مسلمانوں کے قبور کا نہ حرام ثابت ہوتا ہے اور نہ جواز

پر کوئی آیت دال ہے البتہ زیارت قبر شریف جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات کے جواز کو اکثر علماء نے آیات سے ثابت کیا ہے اور اس کو میں بھی اس بحث میں لکھونگا مگر چونکہ کوئی تفصیل حرمت کی نہیں ہوئی ہے لہذا اگر آیت قرآن قد فصل لکم ما حرم علیکم سے جواز ثابت کیا جائے تو کوئی بعید نہیں ہے۔ معنی یہ ہیں کہ تحقیق تفصیل کردی یعنی صاف بیان کردیا اللہ جل شانہ نے تم لوگوں کے لئے اس کو جو حرام کیا تم پر خواہ قرآن شریف میں خواہ احادیث میں بیان حرمت کا ہو گیا، قرآن شریف سے تو کہیں ظاہر نہیں لیکن حدیث سے تو حلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہے رہے وہ احادیث جو حرمت کے وارد ہوئے ہیں تو وہ ایسے ہیں جیسے اوائل اسلام میں بعض چیزیں حرام کی گئیں تھیں جن میں عام نظروں میں شبہ حرمت کا ہوتا تھا جیسے شراب کے پینے کیلئے جو برتن بنائے جاتے تھے پہلے حرام کردئے گئے جب خوف شراب نوشی کا جاتا رہا تو حلال ہو گئے کیونکہ جو کوئی اس میں کوئی شے علاوہ شراب کے بھی استعمال کرتا تو شبہ ہوتا کہ شاید یہ شراب پی رہا ہے اسی طرح اس میں ایک قسم کا شبہ ہوتا تھا کہ شاید جیسے کفار یہود اور نصاریٰ اپنے اپنے قبور کو عبادت گاہ بنالیتے تھے ویسے ہی مسلمان بھی بناتے ہیں اس کے استیصال کیلئے مطلقاً ناجائز کردیا گیا تھا جیسا کہ آگے احادیث سے ظاہر ہوجائے گا۔

بعض علماء نے باوجود احادیث جواز کے وارد ہونے کے بھی زیارت قبور میں جو کلام کیا ہے تو وہ اس وجہ سے کہ ان کو وہ احادیث شاید کہ نہ پہونچے ہوں جیسا کہ سبکی لکھتے ہیں:

وقد رأیت فی مصنف ابن ابی شیبہ عن الشعبی قالوا لولا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن زیارۃ القبور لزرت قبر ابنتی وھذا ان صح یحمل علی ان الشعبی لم یبلغہ الناسخ مع ان الشعبی لم یصرح بقولہ ومثل ھذا

لکھتے ہیں علامہ سبکی اور تحقیق کہ دیکھا میں نے مصنف ابن ابی شیبہ میں شعبی سے مروی ہے کہ کہا انھیں شعبی نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ منع کیا ہوتا زیارت قبور سے تو میں ضرور زیارت کرتا اپنی لڑکی کی قبر کی تو یہ قول اگر صحیح مان لیا جائے تو اس پر حمل کیا جائیگا کہ شعبی کو نہ پہونچا ہو ناسخ اس کا علاوہ

لا يقدح وكذالك رأيت فيه عن ابراهيم قال كانوا يكرهون زيارة القبور و هذا لم يثبت عندنا ولم يبين ابراهيم الكراهة عمن ولا كيف هي فقد يكون محمولة على نوع من الزيارة مكروهة ولم اجد شيئايمكن ان يتعلق به الخصم غير هذين الاثرين ومثلهالا يعارض الاحاديث الصريحة الصحيحة السنن المستقيمة المعلومة من سير الصحابة والتابعين ومن بعدهم بل لو صح عن الشعبي والنخعي التصريح بالكراهة لكان ذالك من الاقوال الشاذة التي لا يجوز اتباعها والتعويل عليها فانا نقطع و نتحقق من الشريعة بجواز زيارة القبور للرجال انتهى كلامه

اس کے تحقیق کہ شعبی نے تصریح نہیں کی اپنے قول سے اور مثل اس کا قادح نہیں ہوتا ہے اور ایسا ہی دیکھا میں نے مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ابراھیم سے کہا ابراھیم نے کہ مکروہ سمجھتے تھے زیارت قبور کو اور یہ ہمارے یہاں نہیں ثابت ہوا اور نہیں بیان کیا ابراھیم نخعی نے کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے مکروہ سمجھا پس کیونکر محمول ہوگی یہ کراہت اس قسم پر جو مکروہ ہے زیارت قبور سے اور نہیں پائی میں نے کوئی چیز جو مفید ہو مقابل کو سوائے ان دو اثروں کے اور مثل اس کا معارضہ نہیں کرتا ان احادیث سے جو صریح ہیں اور صحیح ہیں اور انکی سند معتمد اور معلوم ہے سیر صحابہ سے اور تابعین سے اور جو ان کے بعد ہیں بلکہ اگر صحیح ہو جائے شعبی اور نخعی سے کراہت تو ضروری ہے کہ ہو اقوال شاذہ سے کہ نہیں جائز ہے اتباع کرنا ان کا پس تحقیق کہ ہم نے متیقن کر دیا اور تحقیق کر دیا شریعت سے جواز زیارت قبور مردوں کیلئے۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ جتنی احادیث وارد ہوئیں وہ منسوخ ہیں ان کا نسخ کر دیا ہے ان احادیث نے جو جواز ثابت کرتی ہیں اور جتنے اقوال علماء کے عدم جواز میں ہیں وہ بھی قابل عمل نہیں ہیں اب وہ احادیث لکھتا ہوں جن میں خود تصریح فرمائی گئی ہے ناسخیت جواز کی اور منسوخیت عدم جواز کی۔

علامہ عمدۃ السخاوی نے لکھا ہے کتاب تحفۃ الاحباب میں:

ان النبي صلى الله عليه وسلم زار القبور و اذن في زيارتها بعد نهيه عن ذلك وقال زوروا القبور فانها تذكرة الاخرة۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی قبور کی اور فرمایا کہ زیارت کرو قبور کی اسلئے کہ وہ یاد دلاتی ہیں آخرت کی بعد اس کے منع کرنے سے۔

اس سے معلوم ہوا کہ احادیث ممانعت کے بھی وارد ہوئے ہیں مگر بسبب منسوخیت کے واجب العمل نہیں ہیں علامہ سبکی کہتے ہیں:

قال صلى الله عليه وسلم زوروا القبور فانها تذكركم الآخرة۔ وقال الحافظ ابو موسى الاصبهاني في كتاب آداب زيارة القبور ورد الامر بزيارة القبور من حديث بريدة و انس و علي وابن عباس و ابن مسعود و ابي هريرة و عائشة وابي بن كعب و ابي ذر رضي الله عنهم انتهى كلامه۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زیارت کرو قبور کی کیونکہ وہ تم کو آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ کہا حافظ ابو موسی اصبہانی نے اپنی کتاب آداب زیارۃ القبور میں امر زیارت قبور کا وارد ہوا ہے حدیث سے حضرت بریدہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے تمام ہو گیا ہے کلام اصبہانی کا۔

علامہ سخاوی نقل کرتے ہیں:

ان النبي صلى الله عليه وسلم زار قبر امه وزار قبر عثمان بن مظنون۔

کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی اپنی والدہ کی قبر کی اور زیارت کی عثمان بن مظنون رضی اللہ عنہ کی قبر کی۔

وقال السبكى روى عنه صلے الله عليه وسلم انه زار قبر امه فبكى وابكى من حوله ثم قال واستاذنت ان ازور قبرها فاذن لى فزوروا القبور فانها تذكركم الموت رواه المسلم

روایت کی گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ زیارت کی آپ نے اپنی والدہ کی قبر کی پس روئے اور رلایا اپنے پاس والوں کو پھر فرمایا کہ اجازت طلب کی میں نے اپنے پروردگار سے کہ زیارت کروں میں اپنی ماں کی قبر کی پس اجازت دی پروردگار نے مجھ کو پس زیارت کرو تم قبور کی پس تحقیق کہ وہ یاد دلاتی ہیں تم کو موت روایت کیا ہے اس کو مسلم نے

کتاب تحفۃ الاحباب اوربغیۃ الطلاب میں ہے:

قال رسول الله صلى عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور ولكن زوروها.

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا میں نے تم کو زیارت قبور سے لیکن زیارت کروان کی یعنی اب وہ حکم منسوخ ہوگیا۔

حافظ ابوعمر بن عبدالبر نے استذکار میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه خرج الى المقبر فقال السلام عليكم دار قوم مومنين وانا ان شاء الله تعالىٰ بكم لاحقون الخ و نسئل الله لنا ولكم العافية۔

روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مقبرہ میں ہوا تو کہا آپ نے السلام علیکم وانا انشاء اللہ بکم لاحقون سے آخر ونسئل اللہ لنا ولکم العافیہ تک۔

الی کلام عرب میں بنایا گیا ہے انتہائے غایت کے واسطے۔ جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا خروج مقبر جانے ہی کی غرض سے ہوا تھا اور اسی کو ابوعمر بن عبدالبر نے اور علامہ سخاوی نے لکھا ہے اور کہا ابوعمر بن عبدالبر نے کہ سنت ہے جانا زیارت قبور کیلئے مردوں کو اور ابن عبدالبر نے بسند صحیح نقل کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

مر النبى ﷺ بالقبور بالمدينة فقال السلام عليكم الخ.

گذرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی قبروں کے پاس تو فرمایا السلام علیکم آخر حدیث تک۔

اور صحیح مسلم میں ہے:

انه صلى الله عليه وسلم كان يخرج من آخر الليل الى البقيع فيقول السلام عليكم الحديث.

تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے تھے آخر رات میں تا کہ جائیں بقیع میں اور کہتے تھے السلام علیکم اخر حدیث تک۔

اور ابن ابی شیبہ سے مروی ہے:

ان النبى صلى الله عليه وسلم كان ياتى قبور شهداء باحد علىٰ راس كل حول فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار.

کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تھے ہر سال کے شروع میں شہدائے احد کے قبور پر اور فرماتے سلامتی ہو تم پر بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا پس اچھا گھر ہے آخرت۔

لیکن اجماع سب کا قائم ہوگیا ہے کہ مرد کے واسطے زیارت قبور مستحسن ہے جیسا کہ لکھتے ہیں ابوعمر بن عبدالبر:

هذاالحكم ثابت بالاجماع.

یہ حکم ثابت ہے اجماع سے۔

علامہ عمدۃ السخاوی لکھتے ہیں:

ان من الدليل على استحباب زيارة القبور الاجماع فى حق الرجال.

کہ تحقیق ان دلیلوں سے جو دلالت کرتی ہیں استحباب پر زیارت قبور کے اجماع ہے حق میں مردوں کے۔

قال العبدرى و النووى هو قول العلماء كافة.

کہا عبدری اور نووی نے یہ قول کل علماء کا ہے۔

نیز درمختار میں ہے:

وبزیارۃ القبور ولو للنساء لحدیث کنت نہیتکم و یقول السلام علیکم۔ بسبب حدیث۔ کنت نہیتکم ویقول السلام علیکم الحدیث۔

اور زیارت قبور اگرچہ عورتوں کے واسطے ہو جائز ہے بسبب حدیث کنت نہیتکم ویقول السلام علیکم الحدیث۔

اور احادیث میں قوی تر قسم متواتر ہے جس کو ثابت کیا ہے علماء نے مثل ابن حجر وغیرہ کے کہ اسکا وجود ہے اور وہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے چنانچہ جلال سیوطی لکھتے ہیں کہ انھوں نے اس سلسلہ میں ایک کتاب الازہار المتناثرہ لکھی ہے جس میں انھوں نے اس حدیث کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا کو کتاب الجنائز میں لکھا ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے حفصہ سے اور احمد نے ابوسعید و علی سے اور طبرانی نے ام سلمہ اور زید بن خطاب سے اور ابن عباس و ثوبان سے اور روایت کیا ہے بزاز نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ ردالمختار میں ہے:

لاباس بھا ای زیارۃ القبور بل تندب کما فی البحر عن المجتبی۔

یعنی کچھ حرج نہیں ہے زیارت قبور میں بلکہ مستحسن ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے مجتبی سے نقل کر کے۔

ایسا ہی ابومسعود نے حاشیۂ ملا مسکین میں لکھا ہے:

لاباس بزیارۃ القبور ولو للنساء علی الاصح لحدیث کنت نہیتکم الخ۔

کچھ حرج نہیں ہے زیارت قبور کرنا اگرچہ عورتوں کے لئے کیوں نہ ہو اصح مذہب پر بسبب حدیث کنت نہیتکم الخ۔ کے

اور کہا علامہ مجتہد تقی الدین سبکی نے:

قال السبکی اما سائر القبور فمحل الاجماع علی استحباب زیارۃ القبور للرجال۔

کہا سبکی نے لیکن سب قبور کی زیارت کرنا پس محمول ہے اجماع اس پر کہ مردوں کے واسطے مستحب ہے۔

اما الاجماع فقد حکاہ عن القاضی عیاض علی ما سبق فی الباب الرابع

لیکن اجماع تو جیسا کہ قاضی عیاض نے باب رابع میں یہ لکھا ہے کہ جاننا چاہیئے کہ تحقیق علماء

و اعلم ان العلماء مجمعون علی انہ یستحب للرجال زیارۃ القبور بل قال بعض الظاھریۃ بوجوبھا للحدیث المذکور۔

نے اجماع کیا اوپر استحباب کے مردوں کے حق میں یہاں تک کہ بعض ظاہر یہ تو مردوں کے لئے زیارت قبور کے وجوب کے قائل ہو گئے بسبب حدیث مذکور کے۔

وقال السبکی وممن حکی اجماع المسلمین علی الاستحباب ابو زکریا النووی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

اور کہا سبکی نے جن لوگوں نے زیارت قبور کے استحباب پر اجماع کیا ہے ان مین سے ابوزکریا نووی ہیں۔

یہ ہیں وہ احادیث اور ارشادات علماء جو اس سلسلہ میں معتبر کتب سے جمع کئے گئے ہیں۔

بحث زیارت کرنا قبور کا عورتوں کو

لیکن عورتوں کو زیارت کرنا قبور کا اس میں کئی مذہب ہیں اکثر حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جائز ہے اگر خوف فتنہ کا نہ ہو ورنہ مکروہ ہے مطلقاً جیسا کہ درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے ولو للنساء اگرچہ ہو واسطے عورتوں کے یعنی جائز ہے اور ابومسعود نے لکھا ہے علی الاصح ولو للنساء مذہب اصح پر یہی ہے کہ جائز ہے اگرچہ عورتوں کیلئے کیوں نہ ہو ردالمختار میں ہے تحت قول ولو للنساء قیل تحرم علیھن الاصح انھا رخصۃ ثابتۃ انتھی نیچے قول ولو للنساء کے کہا گیا ہے کہ حرام ہے زیارت کرنا قبور کا اوپر عورتوں کے اور مذہب اصح یہ ہے کہ رخصت ثابت ہے ان کے لئے انہ کان ذلك لتجدید الحزن البکاء فلا تجوز رملی کہتے ہیں کہ اگر پھر سے رنج کرنے اور رونے کیلئے ہے تو نہیں جائز ہے۔

فلو کان للاعتبار والتبرك بزیارۃ قبور الصالحین فلا باس۔

اگر ہو واسطے عبرت پکڑنے کے اور برکت حاصل کرنے قبور صالحین سے تو کچھ حرج نہیں ہے

کہا صاحب ردالمختار نے یہی توفیق اچھی ہے اس سے ثابت ہوا کہ اگر خوف فتنہ کا نہ ہو تو عورتوں کیلئے جائز ہے اگر خوف ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ رملی لکھتے ہیں:

ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعة فی المسجد۔

اور مکروہ سمجھا گیا ہے جب کہ عورتیں جوان ہوں جیسے جماعت کیلئے مسجد میں آنا۔

لیکن جو احادیث نہی کے وارد ہوگئے ہیں ان سے مراد وہ حالت ہے کہ جبکہ خوف ہو رونے دھونے کا جیسا کہ وہ عادت ہے عورتوں کی رملی کہتے ہیں:

ان کان ذلك لتجدید الحزن والبکاء فلا یجوز وعلیه حمل حدیث لعن الله زائرات القبور۔

اگر ہو یہ سبب نیا کرنے رنج کے اور رونے کے تو نہیں جائز ہے اور اس پر محمول ہے حدیث لعنت کرتا ہے اللہ ان عورتوں پر جو قبور کی زیارت کرتی ہیں۔

اور بعض مطلقاً کراہت کے قائل ہیں جیسا کہ اکثر شافعیہ کا یہ مذہب ہے علامہ سبکی لکھتے ہیں:

فی مذهبنا اشهرها انها مکروهة جزم به الشیخ ابو حامد والمطیع المجاهلی وابن الصباح والجرجان ونصر المقدسی وابن ابی عصرون وغیرهم۔

مشہور ہمارے مذہب میں مکروہ ہے جیسا کہ یقین کیا اس پر ابو حامد اور مجاہلی اور ابن الصباح اور جرجانی اور نصر مقدسی اور ابن عصرون وغیرہ نے۔

وقال الرافعی ان اکثرین لم یذکروا سواہ۔

کہا امام رافعی نے تحقیق کہ اکثر لوگوں نے نہیں ذکر کیا سوائے کراہت کے

وقال النووی قطع به الجمهور وصرح بانها کراهة تنزیهیة۔

اور کہا نووی نے اسی کو یقین کیا جمہور نے اور تصریح کی اس کی کہ وہ کراہت تنزیہہ ہے

اور اصل وجہ اختلاف کی زیارت قبور میں درمیان مرد وعورت کے یہ ہے کہ مرد بوجہ قدرت ضبط پر اختیار رہتا ہے کہ نہ روئے اور نہ جزع وفزع کرے بخلاف عورت کے کیونکہ اس کو قوت ضبط کم ہوتی ہے چنانچہ اسی مضمون کو شامی لکھتے ہیں:

وفرق بین الرجال والنساء ان الرجل معه من الضبط والقوة

اور مرد وعورت کے درمیان فرق یہ ہے کہ مرد کو ضبط وقوت حاصل ہے چنانچہ نہ تو وہ روتا ہے اور

بحیث لا یبکی ولا یتجزع بخلاف المرأة۔

نہ گریہ کرتا ہے برخلاف عورت کے۔

اور بعض کہتے ہیں جائز نہیں ہے جیسا کہ سبکی لکھتے ہیں:

انها لاتجوز قاله صاحب المذهب وصاحب البیان۔

یعنی زیارت قبور عورتوں کیلئے نہیں جائز ہے قائل ہوئے اسکے صاحب مذہب اور صاحب بیان۔

اور بعض کہتے ہیں کہ مباح ہے جیسا کہ لکھا ہے سبکی نے:

انها لایستحب ولا یکره بل یباح قاله الرویانی۔

کہ تحقیق نہ مستحب ہے نہ مکروہ بلکہ مباح ہے یہ رویانی کا قول ہے۔

اور بعض کہتے ہیں اگر خوف رونے دھونے کا ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے دلیل ان لوگوں کی جو حرام کہتے ہیں:

قول صلی الله علیه وسلم لعن الله زوارات القبور رواه الترمذی من حدیث ابی هریرة وقال حسن صحیح ورواه ابن ماجة من حدیث حسان بن ثابت۔

لعنت کرتا ہے اللہ ان عورتوں پر جو زیارت کرتی ہیں قبور کی روایت کیا اس کو ترمذی نے حدیث ابی ہریرہ سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا حدیث حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ نے۔

اور جواز کے جو قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام ہے کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا میں زیارت قبر سے روکا تھا تو زیارت کرو شامل ہے مرد وعورت دونوں کو بسبب عموم خطاب کے اہل اسلام سے جیسا کہ شائع ہے کہ خطاب مرد سے بوجہ شرف کے ہوتا ہے مگر عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں تو یہ حدیث بھی منسوخ ہے اور جو ایک صورت حرام اور ایک صورت حلال کی کہتے ہیں تو وہ اس کو محمول کرتے ہیں حرام کی صورت پر جیسا کہ رملی اور شاشی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے اور علامہ عمدۃ السخاوی لکھتے ہیں:

امامارُوی عن النبی صلی الله علیه

لیکن جو مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ

وسلم انه نهى عن زيارة القبور للنساء فغير صحيح۔

آپ نے منع فرمایا زیارت قبور سے عورتوں کو تو اس پر عمل کرنا غیر صحیح ہے۔

بوجہ اور احادیث کے جو جواز پر دلالت کرتی ہیں اور ''غیر صحیح'' سے اصطلاح محدثین کی نہیں مراد لی جاسکتی کیونکہ محدث اجل ترمذی نے حسن صحیح لکھا ہے اور دوسری حدیث جس سے جواز ثابت کرتے ہیں وہ ہے جو مروی ہے صحیح بخاری میں:

ان النبی صلی الله علیه وسلم رأی امرأة تبکی عند قبر فقال اتقی الله یا امة الله واصبری ولا تبکی ولم ینکر علیها۔

کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک عورت کو کہ ایک قبر کے نزدیک رو رہی ہے فرمایا کہ ڈر خدا سے اے خدا کی باندی اور صبر کر اور نہیں انکار کیا قبر کے پاس بیٹھنے سے یعنی اس کی ممانعت نہیں فرمائی اس کو۔

لہٰذا لکھا ہے عمدۃ السخاوی نے اور لکھا ہے علامہ سبکی نے:

وهنا قوله صلی علیه وسلم للمرأة التی رأها عند قبر تبکی اتقی الله واصبری ولم ینهها عن الزیارة وهو استدلال صحیح۔

ان دلیلوں سے جن میں مجوزین پیش کرتے ہیں ایک قول آنحضرت ﷺ کا ہے واسطے اس عورت کے جو قبر کے پاس رو رہی تھی ڈر تو اللہ سے اے لونڈی اللہ کی اور نہ رو اور نہ منع کیا زیارت کرنے کو قبر کی اور یہ استدلال صحیح ہے۔

اور تیسری وہ حدیث ہے کہ جس سے جواز عورتوں کیلئے ثابت ہوتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے حضرت عائشہ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ میں قبور پر جاؤں تو کیا کہوں آپ نے فرمایا کہ کہا کر السلام علی الدیار من المومنین تو اگر عورتوں کیلئے زیارت قبور حرام ہوتی تو آپ منع فرماتے جانے سے نہ کہ آداب کی تعلیم فرماتے جیسا کہ شفاء الاسقام میں ہے:

ومنها قول عائشة رضی الله عنها کیف اقول یا رسول الله قال قولی

ان میں سے جنہیں مجوزین پیش کرتے ہیں قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہا کیا

السلام علی اهل الدیار من المومنین۔

کہوں یا رسول اللہ فرمایا کہو تم السلام علی اهل الدیار من المومنین۔

اور جواز کی دلیل یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتی تھیں مشہور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب تک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تھے بے حجاب جایا کرتی تھیں اور بعد دفن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے با حجاب جایا کرتی تھیں چنانچہ اس امر کی طرف حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے قالت عائشة کنت ادخل بیتی الذی فیه رسول اله صلی الله علیه وسلم یعنی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں برابر جایا کرتی تھی اپنے اس گھر میں کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہوئے تھے۔

بحث اوقات زیارت میں

ہر سال کے گذرنے پر ایک مرتبہ زیارت قبور کرنا سنت ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع سال میں احد کی زیارت کو جایا کرتے تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

نیز ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ زیارت کرنا مستحب ہے مغفرۃ المغفور میں لکھا ہے:

الفصل الاول فی زیارة القبور فی کل اسبوع مستحب۔

یہ فصل زیارت کرنے میں قبروں کی ہے ہر ایک ہفتہ میں زیارت کرنا مستحب ہے

پہلا اور بہترین دن زیارت کرنے کا جمعہ کا دن ہے اسمیں اکثر احادیث وارد ہوئے ہیں چنانچہ مطالب المومنین میں ہے:

من زار قبر والدیه او احداهما فی کل جمعة غفر له وکتب بارا۔

یعنی جو شخص زیارت کرے گا اپنے والدین کے قبر کی یا ایک کی ان دونوں میں سے ہر جمعہ میں تو بخشد یا جائیگا اور نیکی کرنے والا لکھ دیا جائیگا۔

مطلب یہ کہ اگر والدین میں سے دونوں فوت ہو گئے ہیں اور ان کی قبریں ایسی جگہ واقع ہیں

جہاں ہر جمعہ کو جاسکتا ہے تو دونوں کی قبر پر جانے سے جزاء مذکور مرتب ہے اور اگر ایک ان میں سے نہیں مرا ہے یا کافر تھا یا قبر اس کی دور ہے تو ایک ہی کی زیارت کافی ہے اور خزانۃ الجلالیہ میں لکھا ہے:

وینبغی للولدان یزور قبر ابویه یوم الجمعة یقرء عندهما و عند احدهما یٰسین یغفر بکل آیة او بکل حرف منها انتهی۔

سزاوار ہے ہر لڑکے کو کہ اپنے والدین کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کرے اور پڑھنا چاہئے دونوں کی قبر کے پاس یا ایک کی قبر کے پاس سورۂ یٰسین کو تو بخش دیا جائیگا ہر آیت کے عوض میں یا راوی کہتا ہے کہ ہر حرف کے عوض میں اس سورۃ کے۔

مغفرۃ المغفور میں ہے:

عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال یابنی اذهب کل جمعة الی المقبرة و تقصد بهم برهم ان تنوی به وصول الثواب لهم هکذا فی الملتقط الفقه انتهی۔

مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اے میرے لڑکے ہر جمعہ کو جایا کرو اور ارادہ رکھا کرو مردوں کو نیکی پہونچانے کا یعنی قصد کرو زیارت کرنے سے ایصال ثواب کا ان مردوں کو ایسا ہی ملتقط فقہ میں ہے۔

افضل ایام زیارت سے دوشنبہ، جمعہ ہے اور ہفتہ کا روز اور جمعرات جیسا کہ شرح لباب میں ہے:

ان الافضل یوم الجمعة والسبت والاثنین والخمیس۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ یہ تحقیق افضل ہے زیازرت کرنا جمعہ کے دن اور شنبہ کو اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کو۔

اور مغفرۃ المغفور میں ہے:

وافضل ایامها یوم الاثنین والخمیس والجمعة والسبت انتهی۔

یعنی افضل دن زیارت کرنے کے دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ اور ہفتہ ہیں۔

لیکن جمعہ کے دن افضل ہے کہ بعد نماز جمعہ کے زیارت کرے اور شنبہ کے روز قبل طلوع شمس کے اور پنجشنبہ کو۔ اور بعض کہتے ہیں اول دن میں اور بعضے کہتے ہیں آخر دن میں زیارت کرے جیسا کہ خزانۃ الروایۃ میں ہے:

ان الزیارة یوم الجمعة بعد الصلوٰة احسن ویوم السبت الی طلوع الشمس ویوم الخمیس فی اول النهار و قیل فی آخر النهار۔

یعنی زیارت کرنا جمعہ کے دن بعد نماز کے اچھا ہے اور شنبہ کے روز آفتاب کے نکلنے تک اور پنجشنبہ کو اول دن میں اور کہا گیا ہے کہ آخر دن میں۔

ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجشنبہ کے دن میں قول قوی یہی ہے کہ شروع دن میں زیارت کی جائے اسلئے کہ انھوں نے اسی کو مقدم کیا ہے اور دوسرے پر کلمہ تمریض کا ذکر کیا ہے۔

اور صاحب مناسک سے مروی ہے کہ:

الزیارة یوم الجمعة بعد الصلوٰة حسن لانه جاء فی الحدیث ان اهل القبور یزورون ربهم فی کل جمعة مرة وذلك قبل ان ینصرف الامام من الصلوٰة۔

یعنی زیارت کرنا جمعہ کے دن اچھا ہے اسلئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اہل قبور خدا کا دیدار کرتے ہیں ہر جمعہ میں ایک مرتبہ اور یہ دیدار قبل اس کے ہوتا ہے کہ امام نماز سے فراغت پا کر پھرے۔

اور مغفرۃ المغفور میں ہے:

والسبت الی طلوع الشمس وقیل یوم الخمیس من نصف النهار۔

اور ہفتہ کے دن آفتاب کے طلوع ہونے تک اور کہا گیا ہے کہ پنجشنبہ کے روز نصف النہار سے۔

انہوں نے بھی اس قول کو مجہول کے صیغہ سے ذکر کیا ہے جسکا اکثر استعمال مذہب ضعیف میں ہوتا ہے رہا دوشنبہ کا دن تو ظاہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت زیارت کرنا اس میں

احسن ہے کوئی وقت اس کا دوسرے وقت سے ہٹ کر نہیں ہے واللہ اعلم۔

اسی طرح سے زیارت کرنا قبور کی شب برات میں اور ان زمانوں میں جو متبرک ہیں افضل ہے جیسے عید کے دن اور بقرعید کے دس دن اور عاشوراء کے روز اور جو زمانے متبرک ہیں جیسا کہ مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں:

ویستحب فی ازمنة المتبرکة کعشرة ذی الحجة والعیدین وعاشوراء وسائر المواسم کذا فی الغرائب انتہی۔

یعنی مستحب ہے متبرک زمانوں میں زیارت قبور کرنا جیسے دس دن ذی الحجہ کے اور دو دن عیدین اور عاشوراء اور تمام موسم ایسا ہی غرائب میں ہے۔

ایسا ہی مغفرۃ المغفور میں ہے:

وکذالك اللیالی المتبرکة لاسیما لیلة البراءۃ لما روی ان النبی ﷺ کان احیی لیلة البراءۃ فی البقیع وفی الازمنة المتبرکة کعشر ذی الحجة والعیدین وعاشوراء وسائر المواسم المتبرکة انتہی۔

ایسا ہی حکم ہے یعنی افضل ہے زیارت قبور راتوں میں جو متبرک ہیں جیسے لیلۃ البراءۃ اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں اس رات کو گئے تھے اور بھی افضل ہے زمانۂ متبرک میں جیسے ذی الحجہ کا عشرہ اور عیدین اور عاشوراء اور تمام موسم متبرکہ۔

اب ان سب عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ربیع الاول کی آٹھویں اور بارہویں کو اور معراج کی شب کو اور اسکے دن کو اور رمضان میں ہر رات اور دن میں زیارت کرنا اچھا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ- قیام الدین محمد عبدالباری قادری رزاقی غفرلہٗ

تعارف جامعہ چشتیہ ماضی اور حال کے تناظر میں

حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے منسوب ومتعلق سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی قدیم مرکزی خانقاہ ہے جو صدیوں سے تشنگان علوم شریعت ومعرفت کو آسودۂ جان کر رہی ہے۔

جس کے پاکیزہ دامن میں اولا مدرسہ چشتیہ صابریہ فیض القرآن ایک تعلیمی ادارہ قائم ہوا جو اول تا پنجم درجات پرائمری پر مشتمل تھا۔

پھر ۹۹-۶-۲۸ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے بہت سارے ارباب علم و دانش اور باشعور افراد کی گزارش پر حضرت شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں مدظلہ العالی وارا کین ادارۂ ہٰذا نے اس میں مزید توسیع کر کے ادارہ کو دار العلوم کی حیثیت سے بڑھایا اور تقریباً سو سے زائد بیرونی طلباء کے قیام کا انتظام عمل میں آیا اور اساتذہ کی ایک بڑی جماعت کا تقرر ہوا۔ چنانچہ ادارہ بحیثیت دار العلوم نہایت ہی منظّم تعلیم کے ساتھ اپنی ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔

جامعہ کے شعبہ جات پر ایک نظر

(۱) درجات پرائمری اول تا پنجم- مضامین- ہندی، انگریزی اردو، دینیات، اسلامی، سائنس، جغرافیہ وغیرہ۔

(۲) چشتیہ ہائر سکنڈری اسکول گورنمنٹ کے منظور شدہ کورس کے ساتھ دینیات و اسلامی تاریخ۔

(۳) شعبہ حفظ القرآن بہ رعایت تجوید وحدر۔

(۴) شعبہ قرأت بہ روایت حضرت امام حفص رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) درس نظامیہ از اعدادیہ تا ثامنہ مدارس اسلامیہ کا انتخاب شدہ نصاب تعلیم۔

(۶) شعبہ تصنیف وتالیف، اسلامی معلومات عامہ اور طلبہ کی معلومات عامہ کے لئے نظامی دارالمطالعہ (لائبریری)۔ اسٹاف، طلبہ واخراجات۔

(۷) ایسے طلباء جن کے قیام وطعام علاج ومعالجہ تعلیم وتربیت کا جامعہ کفالت کرتا ہے اور درسیات کی کتابیں مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ ۱۵۰ رکی تعداد پر مشتمل ہے۔

(۸) درجات پرائمری اول تا پنجم و چشتیہ ہائر سکنڈری اسکول کے طلباء وطالبات کی تعداد ۱۲۵۰ ہے جو شہر ردولی شریف وقرب وجوار سے متعلق ہیں۔

(۹) شعبہ حفظ وقرأت ودرس نظامیہ کے اساتذہ جن کی تعداد ۱۰ رہے شعبۂ پرائمری وچشتیہ ہائر سکنڈری اسکول کے اساتذہ ومعلمات جن کی تعداد ۲۲ رہے سفراء جن کی تعداد ۶ ہے۔
کل تدریسی وغیر تدریسی ملازمین کی تعداد ۳۸ رہے

(۱۰) جامعہ کے سالانہ مصارف جس میں اخراجات مطبخ ومشاہرہ اساتذہ بھی شامل ہیں۔ پچیس لاکھ روپئے کا تخمینہ ہے۔

(۱۱) جامعہ نے چشتیہ گرلس انٹر کالج کے لئے محلّہ پورے میاں میں ایک وسیع زمین خرید کر ۲۰۱۰ء میں کالج کی بنیاد ڈال دی ہے۔ اور اس کا تعمیری کام جاری ہے جس کی لاگت تخمیناً تین کروڑ روپئے ہے۔

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں

ناظم اعلیٰ جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ پوسٹ ردولی شریف،
ضلع فیض آباد، یوپی (انڈیا) پن کوڈ 225411
چیک ڈرافٹ برائے مدرسہ: MADARSA JAMIA CHISHTIA
چیک ڈرافٹ برائے تعمیر: CHISHTIA EDUCATIONAL SOCIETY
Web:-HAZRATSHAIKULALAM.COM
WWW.MUJADID-E-SILSILAY-SABIRYA.COM

منقبت درشان مشاہد انوار الٰہی

حضرت شاہ نور محمد جھنجھانوی نوراللہ مرقدہٗ (۱۲۰۱ھ/ ۱۲۵۹ھ)

از- شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ چشتی صابری فاروقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

شہرِ جھنجانہ ہے اِک جائے ہُدیٰ — مَسکن و مَاویٰ ہے اس جا آپ کا
مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار — اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
متّصل اس شہر کے اے نیک نام — ہے عجب دلچسپ دَرگاہِ امام
سید محمود ہے، جائے شریف — ہے مکاں وُہ بس عجیب و بس لطیف
پاس اس مرقد کے قبلہ رُخ بنی — ہے زیارت گاہ، میرے پیر کی
اس جگہ ہے مرقدِ پاک جناب — سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ وشاب
سارے عالم پے ہے پر تو آپ کا — کونسی جا، وُہ نہیں جلوہ نُما
جس کو ہوتے شوقِ دیدارِ خُدا — ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
چاہئے تجھ کو اگر وَصلِ خُدَا — سایہ نورِ محمدیہ میں آ
اعتقادِ دِل سے جو جاتے وہاں — اس پہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں
دیکھتے ہی ان کے مجھ کو ہے یقیں — اس کو ہو دیدارِ رَبّ العٰلمیں
گرچہ یاں سے کرگئے وہ انتقال — فیض باطن ہے وَلے ان کا بحال
یعنی پیر و مُرشد و مولا مرے — حضرت نور محمد نیک پے

ولادت: ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۷۸۶ء

مادہ تاریخ وفات............نور محمد دَر بہشت

تاریخ وفات: ۴ر رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ

مطابق ۲۹ رستمبر ۱۸۴۳ء

نوٹ: یہ منقبت حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ نے اپنے پیرومرشد حضرت شاہ نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کی شان میں نظم کی ہے جو آپ کی قبر مبارک کے سرہانے سنگ مرمر پر کندہ ہے۔